هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ:- نصیر احمد قمر

جلد ۵ جمعۃ المبارک ۱۰/اپریل ۱۹۹۸ء شمارہ ۱۵

۱۲/ذی الحجہ ۱۴۱۸ ہجری ☆ ۱۰/شہادت ۱۳۷۷ ہجری شمسی

﴾ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴿

خدا تعالیٰ کبھی کسی صادق سے بیوفائی نہیں کرتا۔ ساری دنیا بھی اگر اس کی دشمن ہو اور اس سے عداوت کرے تو اس کو کوئی گزند نہیں پہنچا سکتی

"......زمینداروں کو دیکھا جاتا ہے دو دو پیسے کی خاطر خدا کو چھوڑ دیتے ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ خدا انصاف اور ہمدردی چاہتا ہے اور وہ پسند کرتا ہے کہ لوگ فسق، فحشا اور بے حیائی سے باز آویں جو ایسی حالت پیدا کرتے ہیں تو خدا تعالیٰ کے فرشتے اُن کے ساتھ ہوتے ہیں، مگر جب دل میں تقویٰ نہ ہو اور کچھ شیطان کا بھی ہو تو خدا شراکت پسند نہیں کرتا اور وہ سب چھوڑ کر شیطان کا کر دیتا ہے کیونکہ اس کی غیرت شرکت پسند نہیں کرتی۔ پس جو بچنا چاہتا ہے اس کو ضروری ہے کہ وہ اکیلا خدا کا ہو۔ مَن کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ۔ خدا تعالیٰ کبھی صادق سے بیوفائی نہیں کرتا۔ ساری دنیا بھی اگر اُس کی دشمن ہو اور اس سے عداوت کرے تو اُس کو کوئی گزند نہیں پہنچا سکتی۔ خدا بڑی طاقت اور قدرت والا ہے اور انسان ایمان کی قوت کے ساتھ اس کی حفاظت کے نیچے آتا ہے اور اس کی قدرتوں اور طاقتوں کے عجائبات دیکھتا ہے پھر اس پر کوئی ذلت نہ آوے گی۔ یاد رکھو خدا تعالیٰ زبردست پر بھی زبردست ہے بلکہ اپنے امر پر بھی غالب ہے۔ سچے دل سے نمازیں پڑھو اور دعاؤں میں لگے رہو اور اپنے سب رشتہ داروں اور عزیزوں کو یہی تعلیم دو۔ پورے طور پر خدا کی طرف ہو کر کوئی نقصان نہیں اٹھاتا۔ نقصان کی اصل جڑ گناہ ہے۔

ساری عزتیں اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ دیکھو بہت سے ابرار اخیار دنیا میں گزرے ہیں۔ اگر وہ دنیا دار ہوتے تو ان کے گزارے ادنیٰ درجہ کے ہوتے کوئی ان کو پوچھتا بھی نہ۔ مگر وہ خدا کے لئے ہوئے اور خدا ساری دنیا کو اُن کی طرف کھینچ لایا۔ خدا تعالیٰ پر سچا یقین رکھو اور بدظنی نہ کرو۔ جب اس کی بدبختی سے خدا پر بدظنی ہوتی ہے تو پھر نہ نماز درست ہوتی ہے نہ روزہ نہ صدقات۔ بدظنی ایمان کے درخت کو نشوونما ہونے نہیں دیتی بلکہ ایمان کا درخت یقین سے بڑھتا ہے۔

میں اپنی جماعت کو بار بار اس لئے نصیحت کرتا ہوں کہ یہ موت کا زمانہ ہے۔ اگر سچے دل سے ایمان لانے کی موت کو اختیار کرو گے تو ایسی موت سے زندہ ہو جاؤ گے اور ذلت کی موت سے بچائے جاؤ گے۔ مومن پر دو موتیں جمع نہیں ہوتیں۔ جب وہ سچے دل سے اور صدق اور اخلاص کے ساتھ خدا کی طرف آتا ہے پھر طاعون کیا چیز ہے؟ کیونکہ صدق اور وفا کے ساتھ خدا تعالیٰ کا ہونا یہی ایک موت ہے جو ایک قسم کی طاعون ہے۔ مگر اس طاعون سے ہزار ہا درجہ بہتر ہے کیونکہ خدا کا ہونے سے نشانہ طعن تو ہونا ہی پڑتا ہے۔ پس جب مومن ایک موت اپنے اوپر اختیار کر لیوے تو پھر دوسری موت اُس کے آگے کیا شئی ہے؟ مجھے بھی الہام ہوا تھا کہ آگ سے ہمیں مت ڈراؤ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔

ہر مومن کا یہی حال ہوتا ہے۔ اگر وہ اخلاص اور وفاداری سے اس کا ہو جاتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کا ولی بنتا ہے لیکن اگر ایمان کی عمارت بوسیدہ ہے تو پھر بے شک خطرہ ہوتا ہے۔ ہم کسی کے دل کا حال تو جانتے ہی نہیں۔ سینہ کا علم تو خدا کو ہی ہے۔ مگر انسان اپنی خیانت سے پکڑا جاتا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ سے معاملہ صاف نہیں تو پھر بیعت فائدہ دے گی نہ کچھ اور۔ لیکن جب خالص خدا ہی کا ہو جاوے تو خدا تعالیٰ اس کی خاص حفاظت کرتا ہے۔ اگرچہ وہ سب کا خدا ہے مگر جو اپنے آپ کو خاص کرتے ہیں اُن پر خاص تجلی کرتا ہے۔ اور خدا کے لئے خاص ہونا یہی ہے کہ نفس بالکل چکنا چور ہو کر اُس کا کوئی ریزہ باقی نہ رہ جائے۔ اس لئے میں بار بار اپنی جماعت کو کہتا ہوں کہ بیعت پر ہرگز ناز نہ کرو اگر دل پاک نہیں ہے۔ ہاتھ پر ہاتھ رکھنا کیا فائدہ دے گا جب دل دور ہے۔ جب دل اور زبان میں اتفاق نہیں تو میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر منافقانہ اقرار کرتے ہیں تو یاد رکھو ایسے شخص کو دوہرا عذاب ہو گا مگر جو سچا اقرار کرتا ہے اس کے بڑے بڑے گناہ بخشے جاتے ہیں اور اس کو ایک نئی زندگی ملتی ہے۔ میں تو زبان ہی سے کہتا ہوں۔ دل میں ڈالنا خدا کا کام ہے۔ آنحضرت ﷺ نے سمجھانے میں کیا کسر باقی رکھی تھی؟ مگر ابو جہل اور اس کے امثال نہ سمجھے۔ آپ کو اس قدر فکر اور غم تھا کہ خدا نے خود فرمایا، "لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ" (سورۃ الشعراء:۴) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کو کس قدر ہمدردی تھی۔ آپ چاہتے تھے کہ وہ ہلاک ہونے سے بچ جاویں مگر وہ بچ نہ سکے۔ حقیقت میں معلّم اور واعظ کا تو اتنا ہی فرض ہے کہ وہ بتا دیوے۔ دل کی کھڑکی تو خدا کے فضل سے کھلتی ہے۔ نجات اُسی کو ملتی ہے جو دل کا صاف ہو۔ جو صاف دل نہیں وہ اُچکا اور ڈاکو ہے۔ خدا تعالیٰ اسے بُری طرح مارتا ہے"۔

(ملفوظات جلد سوم، طبع جدید صفحہ ۶۴، ۶۵)

جن لوگوں کو بھی احمدی بناتے ہیں ان کی احمدیت کی فکر کریں۔ ان کو احمدی بنا کر احمدی کر دکھائیں

آئندہ تمام تبلیغی پروگراموں میں لازم ہوگا کہ جو احمدی کامیاب تبلیغ کا دعویٰ کرتا ہے پہلے اس کا حال دیکھیں کہ کیا وہ خود چندوں میں اور باجماعت نمازوں میں شمولیت میں تیز ہے۔

(خلاصہ خطبہ جمعہ، ۲۷/ مارچ ۱۹۹۸ء)

لندن (۲۷/ مارچ): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے سورۃ آل عمران کی آیت ۱۶۰ کی

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی اور روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تا کہ اگر کوئی دوست اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی و بصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو (یو۔کے۔) سے اس کی ویڈیو حاصل کر سکیں۔ اس ہفتہ کے پروگرام ملاقات کا مختصر خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہے۔

ہفتہ، ۲۱/ مارچ ۱۹۹۸ء:

مقررہ پروگرام کے مطابق آج حضور انور کی بچوں کے ساتھ کلاس کا دن تھا۔ اور تلاوت و نظم کے بعد انگریزی زبان میں ایک بچی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موضوع پر ایک تعارفی تقریر پڑھ کر سنائی لیکن حضور انور نے فرمایا کہ یہ تقریر اچھی طرح تیار نہیں کی گئی اس لئے اسی موضوع پر پھر کوشش کرنا۔ یوم مسیح موعود کے تعلق میں ایک نظم پیش کی گئی اور الیس اللہ بکاف عبدہ پر مضمون سنایا گیا اور آخر میں "پہلی بیعت" کے موضوع پر تقریر ہوئی۔

اتوار، ۲۲/ مارچ ۱۹۹۸ء:

آج انگریزی بولنے والے احباب کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ کی ملاقات ہوئی جس میں حضور نے ان کے سوالات کے جوابات ارشاد فرمائے۔ خلاصہ درج ذیل ہے:

☆......دنیا میں سیاست اور اقتصادیات کا غلبہ ہے۔ تیسری دنیا کے ممالک پر اس کا کیا اثر ہے؟۔ حضور نے فرمایا قدرتی نظام Might is Right چل رہا ہے۔ مغربی اقوام علم کی وجہ سے طاقتور ہیں اور غالب ہونے کا حق رکھتی ہیں۔ اچھی باتوں میں ان ممالک کی نقل کرنی چاہئے۔ حضور انور نے مشرقی سیاستدانوں کی منافقت کا نقشہ کھینچا کہ مشرق میں وہ ان کو بدنام کرتے ہیں اور مغرب میں آکر ان کے غلام بن جاتے ہیں۔

☆......کیا نیشنلزم اور مذہب دو مختلف چیزیں ہیں؟۔ حضور انور نے فرمایا: نیشنلزم کو مذہب میں دخل دینے کا کوئی حق نہیں اور نہ مذہب کو سیاست میں داخل اندازی کا کوئی حق ہے۔ سچے مذہب کی کوئی نیشنلیٹی نہیں ہوتی۔

☆......سوال کیا گیا کہ سائنس Bioligical اور Physical دائروں میں خطرات پیدا کر رہی ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ سائنس تو کسی قوم کے ہاتھ میں ایک tool بن جاتی ہے۔ اسے وہ قوم جس طرح چاہے استعمال کرے۔ آئن شائن نے امریکنوں کو مشورہ دیا تھا کہ ایٹم بم ہیروشیما پر پھینکنے کی غلطی نہ کرنا۔ کیونکہ اگر یہ سلسلہ ایک دفعہ شروع ہو گیا تو پھر اس کا کہیں خاتمہ نہیں ہو گا۔ اس لئے سائنس کو مثبت اور منفی نتائج کے لئے انسان خود استعمال کرتا ہے۔

☆......سکولوں میں مذہبی تعلیم استادوں کا فرض ہے یا لیڈروں کا؟ حضور انور نے فرمایا کہ سب سے پہلے تعلیمی انتظام میں تضاد کو ختم کرنا چاہئے۔ مذاہب مختلف ہیں اور بچوں کی تربیت گھر میں ہوتی ہے۔ اگرچہ بنیادی اخلاقی تعلیم ہر مذہب میں پائی جاتی ہے لیکن وہ بالکل مفقود ہے۔ جب بچہ سکول جاتا ہے تو اسے بتایا جاتا ہے کہ والدین کی تعلیم کی اتباع تمہارے لئے ضروری نہیں۔ تم اب جوان ہو گئے ہو اس لئے جو چاہو کرو تمہیں کوئی سزا نہیں ملے گی۔ اور جب یہی بچے Answerability کی عمر کو پہنچتے ہیں تو ملک کا قانون انہیں پکڑ لیتا ہے۔ جبکہ خدا کے قانون کو پکڑ سے باہر رکھا ہے۔ اس لئے ارباب حکومت کو مل بیٹھ کر سوچنا چاہئے کہ قومی سطح پر تمام پارٹیاں کس طرح ان نقائص کو دور کر سکتی ہیں۔

لوگوں میں یہ افواہ گرم ہے کہ قیامت آنے والی ہے اور کہتے ہیں کہ ۱۹۹۸ء میں ایک بہت بڑا سیارہ زمین پر گرے گا جو قیامت برپا کر دے گا؟

حضور انور نے فرمایا کہ یہ باتیں قیامت کے بارے میں Scripture میں جو باتیں بیان کی گئی ہیں۔ ان پیشگوئیوں کو نہ سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ ان افواہوں کے پھیلانے میں چرچ کا بھی ہاتھ ہوتا ہے۔ لوگوں کو عیسیٰؑ کی دوسری بعثت کی یاد دلائی جاتی ہے اور خدا تعالیٰ اپنی Plan کو نہیں بدلتا۔ چرچ کو اسی قسم کے اعلانات سے یہ نقصان ہوتا ہے کہ آخر لوگ اسے کھیل خیال کرنے لگ جاتے ہیں۔ لیکن اگر زندگی کا کوئی مقصد ہے تو اس قسم کے حادثات واقع نہیں ہو سکتے۔ اس لئے جب بھی کبھی آسمان سے کسی سیارے کو زمین سے ٹکرانے کا حکم دیا جاتا ہے تو اس کا ایک مقصد ہوتا ہے۔ اس کی مثال ڈائنا سور کی مکمل ہلاکت سے ملتی ہے۔ وہ بھی اچانک نہیں بلکہ ہزاروں سال کے بعد واقع ہوا۔

☆......کیا آپ کی رائے میں مسلم سکول کھولے جانے چاہئیں؟ حضور نے فرمایا ہرگز نہیں۔ حضور نے اس کے نقصانات پر روشنی ڈالی اور فرمایا کہ سب سے بڑا نقصان یہ ہو گا کہ کیونکہ مسلمانوں کے بہت سے فرقے ہیں اس لئے ہر فرقہ اپنا سکول چاہے گا اور وہ سکول ایک دوسرے فرقے کے خلاف نفرت پھیلانے کے اڈے بن

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

اداریہ

لغویات سے اعراض

گزشتہ کچھ عرصہ سے عالمی پریس اور خصوصیت سے مغربی میڈیا میں (جن میں امریکہ اور برطانیہ پیش پیش ہیں) سگریٹ نوشی کے خلاف خصوصی مہم جاری ہے۔ چنانچہ سگریٹ نوشی کے مضرات اور انسانی صحت پر اس کے مہلک اثرات سے متعلق تحقیقات کی خوب تشہیر کی جاتی ہے اور بتایا جاتا ہے کہ ہر سال دنیا بھر میں لاکھوں افراد سگریٹ اور تمباکو نوشی کے نتیجہ میں لاحق ہونے والی بیماریوں کے باعث موت کا شکار ہوتے ہیں اور کروڑہا ڈالر ایسے مریضوں کے علاج معالجہ پر خرچ کئے جاتے ہیں جو سگریٹ نوشی کی وجہ سے مختلف امراض میں مبتلا ہوتے ہیں۔ چنانچہ سگریٹ اور تمباکو پر بھاری ٹیکس اور سگریٹ کی قیمت میں غیر معمولی اضافہ کے علاوہ کئی ایسے اقدامات کئے جارہے ہیں کہ کسی طرح لوگ سگریٹ نوشی ترک کر دیں۔ لیکن بایں ہمہ تمباکو کی صنعت پر کوئی برا اثر نہیں پڑا اور لوگ جنہیں سگریٹ نوشی کی عادت ہو چکی ہے وہ اسے چھوڑنے پر آمادہ نظر نہیں آتے۔ سگریٹ نوشی بلاشبہ ایک لغو اور بے فائدہ بلکہ مہلک چیز ہے اور خود اپنے ہاتھوں، اپنی جیب سے رقم خرچ کر کے ہلاکت مول لینے والی بات ہے۔ لیکن صرف یہی تو ایک ایسی چیز نہیں جو انسانی معاشرہ میں مختلف بیماریاں پھیلانے اور اس کے امن وامان کو برباد کرنے کا باعث ہے بلکہ اس کے علاوہ شراب، جوا، ہیروئن اور دیگر کئی قسم کی منشیات کے ساتھ ساتھ اور بھی ایسی لغو اور بیہودہ عادات ہیں جو دنیا میں کئی قسم کی ہلاکت خیزیوں کا موجب ہیں۔

حیرت ہوتی ہے کہ ترقی یافتہ ممالک تو اب اس موذی چیز سے چھٹکارا حاصل کرنے کے خواہاں ہیں لیکن نسبتاً غریب اور پسماندہ ممالک جو پہلے ہی اقتصادی بدحالی کا شکار ہیں وہاں بڑی کثرت سے سگریٹ نوشی کی جاتی ہے اور گویا عملاً روزانہ لاکھوں ڈالر نہ صرف نذر آتش کئے جاتے ہیں بلکہ وہ آگ اپنے جسم کے اندر دہکائی جاتی ہے اور اس کا زہریلا دُھواں فضا میں چھوڑ کر ماحول کو بھی آلودہ کیا جاتا ہے جس کے نتیجہ میں کئی قسم کے عوارض لاحق ہو کر انسانی صحتوں میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس بدعادت سے متعلق کئی قسم کی اخلاقی اور روحانی کمزوریاں ایسی ہیں جو سوسائٹی میں مزید بے چینی اور انتشار کا موجب بنتی ہیں۔ نامعلوم تیسری دنیا کے ان غریب ممالک کے سربراہوں کو کب یہ توفیق ملے گی کہ وہ اپنے ممالک کے عوام کو تعلیم اور تشہیر اور مناسب قانون سازی کے ذریعہ اتنا شعور بخشیں گے کہ وہ ایسی لغویات سے بچیں اور اپنی اور اپنے ملکوں کی تعمیر و ترقی کے لئے مثبت کردار ادا کریں۔

جہاں تک ایک مومن کا تعلق ہے تو اسے ایسی لغویات ہرگز زیبا نہیں کیونکہ ایسی چیزیں اس کی عبادت میں، انفاق فی سبیل اللہ میں اور حقیقی فلاح کے حصول میں روک بنتی ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے کامیاب ہونے والے مومنوں کی ایک اہم علامت یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ لغو سے اعراض کرتے ہیں۔ ایک اچھے مسلمان سے یہ توقع رکھی گئی ہے کہ وہ ان چیزوں سے پرہیز کرے جو بے مقصد اور بے فائدہ ہیں۔ اور اگر کوئی چیز نقصان دہ ہے تو اس سے بچنا تو اور بھی زیادہ اہم اور ضروری ہے۔ ایک دفعہ مامور زمانہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ان چیزوں کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے جو جواب ارشاد فرمایا وہ بہت پُر حکمت اور متوازن اور مبنی بر تعلیمِ شریعتِ اسلام ہے۔ آپ نے فرمایا:

> "حدیث میں آیا ہے و من حسن اسلام المرء ترك ما لايعنيه۔ یعنی اسلام کا حسن یہ بھی ہے کہ جو چیز ضروری نہ ہو وہ چھوڑ دی جاوے۔ اسی طرح پر یہ پان، حقہ، زردہ (تمباکو)، افیون وغیرہ ایسی ہی چیزیں ہیں۔ بڑی سادگی یہ ہے کہ ان چیزوں سے پرہیز کرے۔ کیونکہ اگر کوئی اور بھی نقصان ان کا بفرض محال نہ ہو تو بھی اس سے ابتلا آجاتے ہیں اور انسان مشکلات میں پھنس جاتا ہے.......... **عمدہ صحت کو کسی بیہودہ سہارے سے کبھی ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ شریعت نے خوب فیصلہ کیا ہے کہ ان مضر صحت چیزوں کو مضر ایمان قرار دیا ہے** اور ان سب کی سردار شراب ہے۔ **یہ سچی بات ہے کہ نشوں اور تقویٰ میں عداوت ہے**"۔ (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۲۹۲)

پھر حضور علیہ السلام اپنی تصنیف کشتی نوح میں جس کا دوسرا نام 'دعوت الایمان' اور تیسرا نام 'تقویۃ الایمان' ہے، بڑے درد بھرے الفاظ میں فرماتے ہیں:

> "اے عقلمندو! یہ دنیا ہمیشہ کی جگہ نہیں۔ تم سنبھل جاؤ۔ تم ہر ایک بے اعتدالی کو چھوڑ دو۔ ہر ایک نشہ کی چیز کو ترک کرو۔ انسان کو تباہ کرنے والی صرف شراب ہی نہیں بلکہ افیون، گانجہ، چرس، بھنگ، تاڑی اور ہر ایک نشہ جو ہمیشہ کے لئے عادت کر لیا جاتا ہے وہ دماغ کو خراب کرتا اور آخر ہلاک کرتا ہے۔ سو تم اس سے بچو۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ تم کیوں ان چیزوں کو استعمال کرتے ہو جن کی شامت سے ہر ایک سال ہزارہا تمہارے جیسے نشہ کے عادی اس دنیا سے کوچ کرتے جاتے ہیں اور آخرت کا عذاب الگ ہے۔ پرہیزگار انسان بن جاؤ تا تمہاری عمریں زیادہ ہوں اور تم خدا سے برکت پاؤ"۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۷۰، ۷۱)

حضور علیہ السلام کا یہ دردمندانہ خطاب تو دنیا کے تمام عقلمندوں سے تھا اور ان کے ضمیر کو جھنجوڑتے ہوئے اور موت کو یاد دلاتے ہوئے ان کی بھلائی کی خاطر تھا۔ مگر مسلمانوں کو خصوصیت سے مخاطب ہوتے ہوئے اور انہیں

اے حُبِّ جاہ والو یہ رہنے کی جا نہیں
اِس میں تو پہلے لوگوں سے کوئی رہا نہیں
دیکھو تو جا کے ان کے مقابر کو اِک نظر
سوچو کہ اب سلف ہیں تمہارے گئے کدھر
اِک دِن وُہی مقام تمہارا مقام ہے
اک دن یہ صبح زندگی کی تم پہ شام ہے
اِک دن تمہارا لوگ جنازہ اٹھائیں گے
پھر دفن کر کے گھر میں تأسف سے آئیں گے
اے لوگو! عیش دنیا کو ہرگز وفا نہیں
کیا تم کو خوفِ مرگ و خیالِ فنا نہیں
سوچو کہ باپ دادے تمہارے کدھر گئے
کس نے بُلا لیا وہ سبھی کیوں گزر گئے
وہ دن بھی ایک دن تمہیں یاد نصیب ہے
خوش مت رہو کہ کُوچ کی نوبت قریب ہے
ڈھونڈ وہ راہ جس سے دل و سینہ پاک ہو
نفسِ دُنی خُدا کی اطاعت میں خاک ہو

(انتخاب از درثمین)

حضرت رسول اللہ ﷺ سے تعلق کا واسطہ یاد دلاتے ہوئے فرمایا:

> "اے مسلمانو...... تمہارے نبی علیہ السلام تو ہر ایک نشہ سے پاک اور معصوم تھے۔ جیسا کہ وہ فی الحقیقت معصوم ہیں۔ سو تم مسلمان کہلا کر کس کی پیروی کرتے ہو۔ قرآن انجیل کی طرح شراب کو حلال نہیں ٹھہراتا۔ پھر تم کس دستاویز سے شراب کو حلال ٹھہراتے ہو۔ کیا مرنا نہیں ہے"۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۷۱، حاشیہ)

اس زمانہ میں جبکہ مغربی ممالک میں خصوصیت سے نوجوان لڑکے لڑکیوں اور سکولوں کے طلباء و طالبات کو ٹارگٹ بنا کر ان میں منشیات کے استعمال کو رواج دینے کی کوشش کی جارہی ہے احمدی مسلمان والدین کا فرض ہے کہ وہ پوری طرح چوکس اور ہشیار ہو کر نہایت بالغ نظری کے ساتھ اپنے بچوں اور بچیوں کو ان مہلک زہروں سے بچانے کے لئے ہر ممکن اقدام کریں اور ان کی جسمانی اور روحانی صحت کی حفاظت کے لئے دعاؤں کے ساتھ ساتھ تمام ضروری احتیاطیں اور تدابیر اختیار کریں۔ ان احتیاطوں میں سے ایک بنیادی احتیاط یہ ہے کہ انہیں ایسے لوگوں کی بدصحبت سے بچایا جائے۔ سگریٹ نوشی کے تعلق میں ہی جو تحقیقات سامنے آئی ہیں ان میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایسے لوگ جو اگرچہ خود تو سگریٹ نہیں پیتے لیکن ایسے ماحول میں ان کا اٹھنا بیٹھنا ہے جہاں سگریٹ نوشی ہوتی ہے وہ بھی اسی طرح سگریٹ کے زہریلے دھوئیں سے متاثر ہوتے ہیں۔ اسے Passive Smoking کا نام دیا گیا ہے کہ یہ بھی ایک رنگ کی سگریٹ نوشی ہی ہے۔ سگریٹ کے عادی لوگوں پر دفاتر میں یا پبلک جگہوں میں سگریٹ پینے پر پابندی لگانے سے متعلق قوانین بنائے جارہے ہیں۔

یہ تحقیقات تو آج ہو رہی ہیں لیکن ہمارے سید و مولا، رحمۃ للعالمین ﷺ نے ۱۴۰۰ سال پہلے ایک نہایت خوبصورت مثال کے ذریعہ ہمیں ایسی جگہوں میں اور ایسے لوگوں کے ساتھ بیٹھنے کے نقصانات سے متنبہ فرمادیا تھا اور دلچسپ بات یہ ہے کہ اس مثال میں بھی دھوئیں ہی کا ذکر ہے۔ سگریٹ نوش بھی تو ایک قسم کی بھٹی ہی جھونکتا ہے جس کا دھواں پاس بیٹھنے والوں کے لئے اذیت اور تکلیف اور بیماریوں کا موجب بنتا ہے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

> "نیک ساتھی اور برے ساتھی کی مثال ان دو شخصوں کی طرح ہے جن میں سے ایک کستوری اٹھائے ہوئے ہو اور دوسرا بھٹی جھونکنے والا ہو۔ کستوری اٹھانے والا یا تو تجھے مفت خوشبو دے گا یا تو اس سے خرید لے گا۔ ورنہ کم از کم تو اس کی خوشبو اور مہک تو سونگھ ہی لے گا۔ اور بھٹی جھونکنے والا یا تیرے کپڑے جلادے گا یا تو اس سے بدبودار دھواں پائے گا"۔ (مسلم کتاب البرّ والصّلۃ)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

> "صحبت کا بہت بڑا اثر ہوتا ہے جو اندر ہی اندر ہوتا چلا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص ہر روز کنجریوں کے ہاں جاتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ کیا میں زنا کرتا ہوں؟۔ اس سے کہنا چاہئے کہ ہاں تو کرے گا اور وہ ایک نہ ایک دن اس میں مبتلا ہو جاوے گا کیونکہ صحبت میں تاثیر ہوتی ہے۔ اسی طرح پر جو شراب خانہ میں جاتا ہے خواہ وہ کتنا ہی پرہیز کرے اور کہے کہ میں نہیں پیتا ہوں لیکن ایک دن آئے گا کہ وہ ضرور پئے گا۔ پس اس سے کبھی بے خبر نہیں رہنا چاہئے کہ صحبت میں بہت بڑی تاثیر ہے"۔

(ملفوظات جلد ۶ صفحہ ۲۴۷)

نخبة المتکلمین، زبدة المؤلفین، حدید الفؤاد، فصیح اللسان

حضرت مولوی حکیم نورالدین (خلیفۃ المسیح الاولؓ) کی تصنیف لطیف

تصدیق براہین احمدیہ۔ پر ایک نظر

(سید مبشر احمد ایاز۔ مدیر ماہنامہ خالد، ربوہ)

حضرت حکیم مولانا نورالدین (خلیفۃ المسیح الاولؓ) کا وجود مبارک

حضرت مولوی الحاج حکیم نورالدین صاحب ۱۸۴۱ء میں بھیرہ ضلع شاہ پور (حال ضلع سرگودھا) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد بزرگوار کا نام حافظ غلام رسول صاحب تھا۔ آپ کے والد ماجد خود ایک علم دوست شخصیت تھے اور انہوں نے آپ کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی اور آپ نے بھی اپنے والد محترم کی اس شفقت اور سہولت سے خوب فائدہ اٹھایا۔ آپ نارمل سکول راولپنڈی میں درس و تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے اور اس کے بعد پنڈ دادنخان کے سکول کے ہیڈ ماسٹر بھی رہے۔ لیکن اس دوران بھی آپ نے تحصیل علم کے سلسلہ کو جاری رکھا اور اس زمانے میں ریاضی، جغرافیہ اور دوسرے علوم عربیہ کی تحصیل و تکمیل فرمائی۔ چار سال تک پنڈ دادنخان سکول کے مدرس اعلیٰ رہنے کے بعد آپ نے اس ملازمت کے سلسلہ کو ترک کر کے ہندوستان بھر کے بڑے بڑے شہروں کی طرف حصول علم کے لئے پرصعوبت سفر کئے اور علم کی یہی پیاس آپ کو وطن سے باہر لے گئی۔ چنانچہ آپ نے یمن، مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں کئی سال مقیم رہ کر مختلف علوم کو حاصل کیا۔

آپ کا کتب خانہ

آپ کے پاس علمی کتب کا ایک بہت بڑا ذخیرہ تھا جو پورے ہندوستان میں شاذ شاذ ہوگا۔ جس میں بیرون ملک سے منگوائی گئی نادر و نایاب کتب یا ان کے مخطوطے بھی شامل تھے۔ اس کے ثبوت کے لئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی یہ تحریر کافی ہے۔ آپ اپنے ایک مضمون میں فرماتے ہیں:

"حضرت خلیفہ اول کا بے پناہ علمی ذوق بڑے بڑے علماء و مفکرین کو ورطہ حیرت میں ڈال دیتا تھا۔ آپ کو مطالعہ کا بے حد شوق تھا اور اس شوق میں آپ نے بیشمار روپیہ خرچ کر کے اپنی ذاتی لائبریری بنائی تھی۔ جس میں تفسیر، حدیث، اسماء الرجال، فقہ، اصول فقہ، کلام، تاریخ، تصوف، سیاست، منطق، فلسفہ، صرف و نحو، ادب، کیمیا، طب، علم جراحی، علم ہیئت اور دیگر مذاہب وغیرہ کی نادر کتابیں موجود تھیں جن میں کئی قلمی نسخے بھی تھے۔ اور آپ کے شوق کا یہ عالم تھا کہ خود اپنے خرچ پر مولوی غلام نبی صاحب مصری کو مصر بھجوا کر وہاں کی بعض قلمی کتابوں کی نقول منگوائیں اور حق یہ ہے کہ اب تک حضرت خلیفہ اول کا یہ ذاتی کتب خانہ ہی زیادہ تر جماعتی ضرورتوں میں کام آتا رہا ہے۔ کئی سیاح اور زائرین قادیان میں اس کتب خانہ کو دیکھ کر حیرت زدہ ہوتے تھے کہ اس چھوٹے سے قصبہ میں علوم کا یہ نادر خزانہ کہاں سے آگیا ہے؟ سر شاہ محمد سلیمان جو فیڈرل کورٹ آف انڈیا کے ایک نہایت بلند پایہ علم دوست جج تھے انہیں ایک دفعہ چین کی ایک نادر کتاب کی ضرورت پیش آئی جو سارے ہندوستان میں تلاش کرنے کے باوجود کہیں نہیں ملی۔ آخر انہیں پتہ لگا کہ اس کا ایک قلمی نسخہ قادیان میں موجود ہے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی اجازت سے اس کا یہ نسخہ عاریتاً حاصل کیا اور پھر بحفاظت واپس بھجوا دیا۔ لاریب کئی لحاظ سے حضرت خلیفہ اول کی یہ ذاتی لائبریری ہندوستان میں عدیم المثال تھی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنی بعض تحریروں میں آپ کے کتب خانہ کی بہت تعریف فرمائی ہے اور یہ سب کچھ ایک نہایت محدود ذرائع والے انسان کے ذاتی ذوق و شوق کا ثمرہ تھا اور پھر یہ کتابیں محض جمع کرنے کے جذبہ کے ماتحت نمائشی رنگ میں اکٹھی نہیں کی گئیں بلکہ اس وسیع کتب خانہ کی ہر کتاب حضرت خلیفہ اول کے ذاتی مطالعہ میں آتی تھی اور جا بجا کتابوں کے حاشیہ پر آپ کے قلمی نوٹ پائے جاتے ہیں"۔

(مضمون حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۴ صفحہ ۵۷۱)

حضرت الحاج حکیم مولوی نورالدین، خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کے بارہ میں چند اہم اور مؤقر آراء

آپ برصغیر ہندو پاک کے چوٹی کے چند علماء میں سے ایک تھے۔ ایک بار سر سید احمد خان نے ارادہ کیا کہ وہ ہندوستان کے کسی تبحر عالم سے تورات کی تفسیر لکھوائیں تو ان کی نظر جن دو علماء پر پڑی ان میں سے ایک حضرت حکیم نورالدین صاحب تھے۔ ایسے ہی آپ کی مسلمہ علمی فضیلت کے ساتھ ساتھ آپ کے کتب خانہ کی بھی شہرت تھی اور برصغیر کے نامور عالم اس سے استفادہ کرتے تھے۔ آپ کے تبحر علمی کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ سر سید احمد خان صاحب جیسے جہاندیدہ عالم فاضل حضرت مولانا نورالدین صاحب کو علم کی آخری منزل سمجھا کرتے تھے۔ اور اس کا ذکر خود حضور نے ایک خط میں کیا جو کہ ایک نواب صاحب کو آپ نے لکھا تھا۔ آپ اس خط میں تحریر فرماتے ہیں:

"مجھ خاکسار کی سر سید سے خط و کتابت رہی ہے میں نے ان کو ایک بار کسی تقریب پر عرض کیا تھا جاہل علم پڑھ کر عالم بنتا ہے اور عالم ترقی کر کے حکیم ہو جاتا ہے اور حکیم ترقی کرتے کرتے صوفی ہو جاتا ہے مگر جب صوفی ترقی کرتا ہے تو کیا بنتا ہے؟ جس کے جواب میں سر سید نے لکھا کہ وہ "نورالدین" بنتا ہے.......... لائبریری کا عالیجاہ آپ کو شوق ہے مگر ہندوستان میں صرف میری لائبریری ہے جس سے سر سید احمد خان اور مولانا شبلی نے ضرور فائدہ اٹھایا ہو گا یا ہے.........."۔(بحوالہ حیات نور صفحہ ۲۱۸ مصنفہ شیخ عبدالقادر صاحب سوداگرمل)

(۲)......اخبار "زمیندار" نے آپ کے علمی کمال کا اظہار ان الفاظ میں کیا:

"کہا جاتا ہے کہ زمانہ سو برس تک گردش کرنے کے بعد ایک باکمال پیدا کیا کرتا ہے۔ الحق اپنے تبحر علم و فضل کے لحاظ سے مولانا حکیم نورالدین بھی ایسے باکمال تھے"۔

(۳)...... "البلاغ" جولائی ۱۹۱۴ء کی اشاعت میں آپ کے علمی مقام کا تذکرہ کچھ اس طرح کرتا ہے:

"ایک ایسی شخصیت جو وسعت علمی کے ساتھ زہد و تورع کے علمی مظاہر کا گنجینہ تھی۔ معارف دینیہ اور دقائق طیبہ کے ساتھ ایک پروسعت مطالعہ کے امتزاج نے جو صحف آسمانی سے لے کر عام افسانوں پر محیط تھا نورالدین کو ایک ایسی اوج نظر پر فائز کر دیا تھا جہاں نوع انسانی کے جذبات کا طلسم سر آشکار ہو جاتا ہے۔ یہ باعث تھا کہ اس کے معانی پرور تکلم کا ایک ہلکا سا تموج مخالف کی فسوں پرور بلند آہنگیوں پر ایک مہر سکوت بن جاتا تھا۔ اس کی تمام آب و گل جوش دینی اور وسعت علمی کا ایک پرندرت مجموعہ تھی"۔

(۴)......اخبار "میونسپل گزٹ" ۱۹ مارچ ۱۹۱۴ء میں لکھتا ہے:

"ہندوستان کے......ایک عالم تبحر و جید فاضل تھے......اسلام کے متعلق آپ نے نہایت تحقیق و تدقیق سے کئی کتابیں لکھیں اور معترضین کو دندان شکن جواب دئے......"۔

(۵)...... حضرت حکیم نورالدین صاحب کی علمی برتری اور فضیلت کا اقرار مجبوراً لیکھرام کے ایک دوسرے بھائی بند دھرمپال کو بھی کرنا پڑا۔ جب کہ اس نے ہندوستان میں کافی شہرت حاصل کرنے والی کتاب "ترک اسلام" لکھی تو اس کے جواب میں حضور نے بھی ایک کتاب "نورالدین" لکھی۔ جس کی بدولت دھرمپال نے آخر کار ہندو مذہب کو ترک کر کے اسلام قبول کر لیا۔ بعد میں ایک بار اس نے ذکر کیا کہ: "میرے اعتراضات کا جواب دینے میں "نورالدین" کے مصنف کا نشانہ علمی معلومات کی بدولت بے خطا ہوتا تھا"۔

(المسلم دسمبر ۱۹۱۴ء بحوالہ دیباچہ "ترک اسلام" صفحہ ۲ مصنفہ مولوی ثناء اللہ امرتسری)

محبؓ اپنے محبوب آقا کی نظر میں

اب ایک ایسی ہستی کی رائے ملاحظہ کرتے ہیں کہ جس کے بیان میں مبالغہ آرائی اور قافیہ پیمائی کا تصور کرنا بھی گناہ اور علم و عقل کو سلب کرنے کا باعث بن سکتا ہے۔ میری مراد حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود مبارک سے ہے۔ حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب کے بارے میں آپ فرماتے ہیں:

"میرے دوستوں میں ایک دوست سب سے زیادہ محبوب اور میرے محبوں میں سب سے زیادہ مخلص، فاضل، علامہ، عالمِ رموزِ کتابِ مبین، عارفِ علوم الحکم والدین ہیں۔ جن کا نام اپنی صفات کی طرح مولوی حکیم نورالدین ہے"۔

(ترجمہ از عربی سر الخلافہ روحانی خزائن جلد ۸ ص ۳۸۱)

پھر فرماتے ہیں:

"...... آپ کے کلام میں وہ حلاوت و طلاقت ودیعت کی گئی ہے جو دوسری کتابوں میں نہیں پائی جاتی اور آپ کی فطرت کے لئے خدا کے کلام سے پوری پوری مناسبت ہے...... آپ بڑے بڑے میدانوں کے شہسوار ہیں ان کے لئے یہ قول صادق آتا ہے لکلِ علمٍ رجالٌ و لِکُلِ مَیدانٍ ابطالٌ"

(آئینہ کمالات اسلام ترجمہ از عربی عبارت صفحہ ۵۸۷)

مزید فرماتے ہیں:

"......اس کا حلم پہاڑوں سے بڑھ کر ہے۔ اس نے اللہ کی خاطر تمام دنیاوی تعلقات کو خیر آباد کہہ دیا اور اپنی تمام ترخوشیوں کا منتہیٰ قرآن مجید کو قرار دے دیا۔ اس نے خدا کی راہ میں خرچ کرنا ایک مسلک بنا لیا ہے اور حصول علم اپنا مدعا و مقصد بنا لیا ہے۔ حلم اس کی سیرت ہے اور توکل اس کا انحصار ہے اور اس جیسا عالم میں نے دنیا جہان میں نہیں دیکھا۔ اور اس جیسا عبقری میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ وہ خدا کے چنیدہ بندوں میں سے ہے اور میں لوگوں کی تعریف کرنا اور ان کی خوبیوں کو بیان کرنا ناپسند کرتا ہوں مبادا ان کو نقصان پہنچے۔ لیکن میں انہیں دیکھتا ہوں کہ وہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کے جذبات نفسانی مر چکے ہوں اور جن کی مادی خواہشات زائل ہو چکی ہوں اور وہ ہر قسم کے ایسے نقصان کے خوف سے امن میں آ چکے ہوں۔ اور اس کے کمال کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ جب انہوں نے اسلام کے زخموں کو دیکھا اور اس کو غریب الوطن اور سرگردان پایا اور

کو اس درخت کی طرح پایا جس کو جڑ سے اکھاڑ دیا گیا ہو تو اس کا دل ہم و غم سے بھر گیا اور اس کی زندگی اسلام کے غم سے مکدر ہو گئی اور وہ دنیا کی تڑپ سے بے چین ہو کر اس کی مدد کے لئے اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے ایسی کتب تصنیف کیں جو کہ وافر معانی کے فوائد اور دقائق کثیر پر مشتمل ہیں اور جن کی نظیر پہلی کتابوں میں نہیں ملتی۔ ان کتب کی عبارتیں اپنے اختصار و ایجاز کے باوجود فصاحت و بلاغت سے پُر ہیں اور عمدگی اور حسن و خوبصورتی اس کے الفاظ میں ہے۔ جو ان کتب کے دیکھنے والوں کو شراب طہور پلاتے ہیں۔ اور اس کی کتابوں کی مثال اس ریشم کی مانند ہے جس کو "عبیر" خوشبو میں معطر کیا گیا ہے۔ پھر اس میں کثرت سے موتی، جواہرات اور کستوری بھر دی گئی ہو اور پھر اس میں عنبر خوشبو ڈال کر ان تمام خوشبوؤں اور جواہرات کا مرکب تیار کیا گیا ہو۔ بلاشک وشبہ ان کتب میں وہ تمام خوبیاں ایک جگہ جمع ہیں جو دیگر کتب میں الگ الگ متفرق طور پر تھیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے اچھوتے نکات اور اعلیٰ علمی باتوں کی بناء پر یہ دیگر کتب پر فوقیت لے گئیں اور اپنے براہین و دلائل کی بناء پر دلوں کو اپنے قبضہ میں لینے میں باقی تمام کتب سے بڑھ کر ہیں۔ مبارک ان کے لئے جو ان کتب کو حاصل کرے اور ان کی معرفت پر اطلاع پائے اور گہری نظر سے ان کو پڑھے۔

اور جو بھی قرآن مجید کے پوشیدہ امور کو حل کرنا چاہتا ہے اور اس کے اسرار کا علم چاہتا ہے اس کے لئے لازم ہے کہ وہ ان کتب کا گہری نظر سے مطالعہ کرے اور ان سے آپ کو وابستہ کرے کیونکہ یہ کتب ہر ذہین طالب علم کی ضرورت کی کفیل ہیں ان کے پھولوں کی لپٹیں دلوں کو موہ لیتی ہیں اور ان کی شاخیں پھلوں سے لدی ہوئی ہیں اور لازیب یہ کتب وہ باغ ہیں کہ جس کے پھل جھکے ہوئے ہیں اور جس میں کوئی بھی فضول چیز نہیں ہے اور جو پاک منش لوگوں کے لئے ہیں۔ ان کتب میں سے ایک فصل الخطاب ہے اور ان میں سے ایک "تصدیق البراہین" ہے۔ ان کتب کے مفہوم کی عظمت اپنے الفاظ کی متانت اور لطافت کے ساتھ ہم آہنگ ہے۔ یہاں تک کہ کتابوں کے مؤلفین کے لئے ایک نمونہ بن گئی ہیں اور ہر متکلم اسی نہج پر کتب لکھنے کی تمنا کرتا ہے اور بڑے بڑے علامہ ان کتب کی تعریف میں رطب اللسان ہیں اور ان کتب کے جواہرات گردنوں میں زیب تن کئے جانے والے جواہرات پر فوقیت لے گئے اور ان کے موتی سمندروں کے موتیوں سے بڑھ گئے ہیں اور یہ آپ کے کمالات کی قطعی دلیل ہے............"۔

(ترجمہ از عربی عبارت، آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۵۸۳، ۵۸۴)

"آپ مومنوں کا فخر ہیں اور آپ کو قرآنی دقائق کے استخراج اور حقائق فرقان کے خزانوں کی اشاعت میں عجیب ملکہ حاصل ہے۔ آپ ایک بے مثال وجود ہیں جس کے ایک ایک لحہ سے انوار کی نہریں بہتی ہیں اور ایک ایک رشحہ سے فکروں کے مشروب پھوٹتے ہیں اور یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ آپ نخبة المتکلمین اور زبدة المؤلفین ہیں۔ لوگ آپ کے آب زلال سے پیتے اور آپ کی گفتگو کی شیشیاں شراب طہور کی طرح خریدتے ہیں۔ آپ ابرار واخیار اور مومنوں کا فخر ہیں۔ ...... آپ نہایت ذکی الذہن، حدید الفواد، فصیح اللسان، محبة الابرار اور زبدة الاخیار ہیں...... امیدیں آپ کے ساتھ وابستہ کی گئی ہیں۔ آپ خدام دین کے سردار ہیں اور میں آپ پر رشک کرنے والوں میں سے ہوں۔

...... آپ کا حملہ دین کے دشمنوں پر شیر ببر کے حملہ کی طرح ہوتا ہے۔ آپ نے آریوں کے مسائل کو کھودا اور نقب لگا کر ان بے وقوفوں کی زمین میں اترے اور انکا تعاقب کیا اور ان کی زمین میں زلزلہ بپا کر دیا اور اپنی کتابوں کو مکذبین کے رسوا کرنے کے لئے نیزوں کی طرح سیدھا کیا۔ خدا تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ سے ہندوؤں کو شرمندہ کیا...... اور وہ مردوں کی طرح ہو گئے......"۔

(آئینہ کمالات اسلام ترجمہ از عربی عبارت۔ ایضاً)

تصنیف "تصدیق براہین احمدیہ"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے "براہین احمدیہ" تصنیف فرمائی جس میں دس ہزار روپے کا اشتہار بھی دیا کہ جو بھی اس کا جواب لکھے یا اس کے مقابل پر کتاب لکھے اس کو دیا جائے گا۔ اس کے مقابل پر ہندوؤں کی نمائندگی میں ایک شخص پنڈت لیکھرام نے "تکذیب براہین احمدیہ" نام سے کتاب لکھی۔ (اس کی تفصیل آگے چل کر پیش کی جائے گی)۔

حضرت خلیفة المسیح الاول نے حضرت مسیح موعودؑ سے عرض کی کہ مجھے کوئی مجاہدہ بتایا جائے۔ تو حضورؑ نے آریہ مذہب کے رد میں لکھنے کا ارشاد فرمایا چنانچہ اس کی تکمیل میں آپ نے "تصدیق براہین احمدیہ" جیسی لاجواب کتاب تصنیف فرمائی۔ اس تصنیف پر ریویو فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"حضرت مولوی صاحب علوم فقہ اور حدیث اور تفسیر میں اعلیٰ درجہ کی معلومات رکھتے ہیں۔ فلسفہ اور طبعی قدیم اور جدید پر نہایت عمدہ نظر ہے۔ فن طبابت میں ایک حاذق طبیب ہیں۔ ہر ایک فن کی کتابیں بلاد مصر، عرب وشام و یورپ سے منگوا کر ایک نادر کتب خانہ تیار کیا ہے اور جیسے اور علوم میں فاضل ہیں مناظرہ دینیہ میں بھی نہایت درجہ نظر وسیع رکھتے ہیں۔ بہت ہی عمدہ کتابوں کے مولف ہیں۔ حال ہی میں کتاب تصدیق براہین احمدیہ بھی حضرت ممدوح نے ہی تالیف فرمائی ہے جو ہر ایک محققانہ طبیعت کے آدمی کی نگاہ میں جواہرات سے بھی بیش قیمت ہے"۔

(فتح اسلام بحوالہ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۲۷ حاشیہ)

تکذیب "براہین احمدیہ" کا ایک سرسری سا جائزہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے براہین احمدیہ لکھ کر اس کے جواب کا چیلنج دیا تو اسلام کے دشمنوں میں ایک جوش کی سی کیفیت پیدا ہوئی اور ہر یک قوم نے کوشش کی کہ اس نور کو منہ کی پھونکوں سے بجھایا جائے۔ اخبار سفیر ہند امرتسر، نور افشاں لدھیانہ اور رسالہ ودیا پرکاشک امرتسر اس جوش مخالفت میں پیش پیش تھے۔ پہلے دو رسالوں میں عیسائیوں اور دوسرے رسالہ میں آریہ مذہب والوں نے خاص طور پر طوفان بدتمیزی برپا کیا اور براہین کی تردید و تکذیب کا اعلان ہی نہیں کیا بلکہ سب و شتم سے بھی کام لیا جس پر دکھ اور شکوے کا اظہار حضورؑ نے براہین احمدیہ میں بھی کیا۔ (دراصل براہین احمدیہ کے حصہ اول کے شائع ہوتے ہی یہ شور برپا ہوا چنانچہ حصہ دوم میں آپ نے اس کا اظہار کرتے ہوئے) فرمایا:

"کئی ایک پادری صاحبوں نے جوش میں آکر اخبار سفیر ہند اور نور افشاں اور رسالہ ودیا پرکاشک میں ہمارے نام طرح طرح کے اعلان چھپوائے ہیں جن میں وہ دعوے کرتے ہیں کہ ہم ضرور اس کتاب کا رد لکھیں گے اور بعض صاحب ڈوموں کی طرح ایسے ایسے صریح ہجو آمیز الفاظ استعمال میں لائے ہیں کہ جن سے ان کی طینت کی ناپاکی ظاہر ہوتی ہے گویا وہ اپنی اوباشانہ تقریروں سے ہمیں ڈراتے ہیں اور دھمکاتے ہیں مگر انہیں معلوم نہیں کہ ہم تو ان کی تہ سے واقف ہیں اور ان کے جھوٹے اور ذلیل اور پست خیال ہم سے پوشیدہ نہیں ہم کیا ڈریں گے اور وہ کیا ڈرائیں گے۔ آپ صاحبوں کو قسم ہے کہ ہمارے مقابلہ پر ذرا توقف نہ کریں۔ افلاطون بن جاویں، بیکن کا اوتار دھاریں، ارسطو کی نظر فکر لاویں، اپنے مصنوعی خداؤں کے آگے استمداد کے لئے ہاتھ جوڑیں پھر دیکھیں ہمارا خدا غالب آتا ہے یا آپ لوگوں کے باطلہ آلہہ اور جب تک اس کتاب کا جواب نہ دیں تب تک بازاروں میں عوام کالانعام کے سامنے اسلام کی تکذیب کرنا یہ ہنود کے مندروں میں بیٹھ کر ایک وید کو ایشر کرت اور ست ودیا اور باقی سارے پیغمبروں کو مفتری بیان کرنا صفت حیا و شرم سے دور ہے"۔ (براہین احمدیہ حصہ دوم صفحہ ۲، ٹائٹل پیج)

چنانچہ ان میں سے ایک شخص اٹھا جو بیکن کا روپ دھارنے کی تو حیثیت نہیں رکھتا تھا البتہ ابلیس کے ظل کامل کا روپ دھارنے میں کامیاب ہوا۔ اور افلاطون اور ارسطو کی نظر فکر تو نہ لا سکا البتہ ڈوموں اور اوباشوں کا استاد ثابت ہوا اور ان کے لئے ایک نظر فکر ضرور چھوڑ گیا۔ اور اس نے ایک کتاب لکھی جس کا نام "تکذیب براہین احمدیہ" رکھا یہ تھا اس کا مصنف پنڈت لیکھرام پشاوری۔

گو کہ براہین احمدیہ کی مخالفت میں ریویو کی طرز پر پادری بی ایل ٹھاکر داس اور برہموؤں کی طرف سے پنڈت ستیانند اگنی ہوتری نے بھی لکھا اور اعتراضات کئے البتہ کتابی شکل میں ان اعتراضات کو جمع کرنے میں لیکھرام کی بدنصیبی کا قرعہ نکلا۔

۱۸۶۰ء میں پیدا ہونے والا یہ شخص جو کہ پولیس کی ملازمت کرتے ہوئے آہستہ آہستہ آریہ سماج کے ایک پرجوش کارکن کی حیثیت سے ابھرا۔ علم و تحقیق کے میدان میں تو اس کی حیثیت معمولی تھی لیکن اس کی کمی اس نے گالیوں، استہزاء اور تمسخرانہ پن اور بدزبانی سے پوری کی اور بڑے بڑے بدزبان پادریوں اور کنہیا لعل الکھ دھاری اور اندر من مراد آبادی جیسوں کے بھی کان کاٹے۔ اور یوں یہ نوجوان آریہ۔ آریہ سماج میں، آریہ مسافر کی حیثیت سے جانا گیا۔ ۳۳ کے قریب اس کی کتب ہیں جن میں سے ایک "تکذیب براہین احمدیہ" ہے۔

"تکذیب براہین احمدیہ" جیسے کہ نام سے ظاہر ہے براہین احمدیہ کا جواب نہیں ہے۔ براہین احمدیہ میں موجود دلائل کا رد بھی نہیں ہے۔ جیسا کہ مصنف براہین احمدیہ کا چیلنج تھا۔ بلکہ یہ تو "تکذیب" کی کوشش ہے ان صداقتوں کی جو اس کتاب میں موجود ہیں۔ کتاب چھپنے سے بھی پہلے یہ اعلان ہو چکا تھا کہ ہم جواب لکھیں گے۔ مطلب یہ کہ جو مرضی مرزا صاحب لکھیں ہم نے ان کی تکذیب کرنی ہی کرنی ہے۔ اس لئے اس کا نام بھی "تکذیب" ہی رکھا۔ اور کتاب پڑھ کر یہ بات بالکل سچ ثابت ہوتی ہے کہ مخالفت برائے مخالفت ہے۔ حالانکہ اصول تو یہ ہونا چاہئے کہ فریق مخالف کی بات سن کر اس پر غور کیا جائے۔ غور کا وعدہ کیا جائے اور پھر گہرے غور و فکر اور علمی تحقیق کے بعد اس کے حسن و قبح کا اظہار ہو۔ اور اگر حق کی تلاش ہو تو مزید سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہو۔ لیکن یہ کتاب یکسر اس سے عاری ہے۔ یہ کتاب ہر قسم کے اخلاقی اصولوں اور تہذیب و شائستگی سے بھی عاری ہے۔ استہزاء اور تمسخر اور ہنسی ٹھٹھے اور زبان درازیوں کی عفونت سے بھری ہوئی ایک پوٹلی ہے۔ جس کو بڑا ہی جی کڑا کر کے پڑھا جا سکتا ہے۔ میں قارئین کی طبع سلیم کو مکدر نہیں کرنا چاہتا لہذا اس کی تفصیلات کو چھوڑتا ہوں۔ البتہ اس کی اس کتاب کے بارے میں حکم و عدل اور کرشن ثانی حضرت بانی سلسلہ علیہ السلام نے کیا فرمایا اس کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔ آپ فرماتے ہیں:

"ہماری کتاب براہین احمدیہ کے رد میں اسی ہندو نے جس کا نام عنوان میں درج ہے (عنوان تھا "لیکھرام پشاوری کے علم اور عقل کا نمونہ"۔ ناقل) چند اوراق چھپوائے ہیں اور جیسا کہ ان لوگوں کی عادت ہے بہت کچھ افتراء اور بے جا توہین اور ایک بدبودار بے وقوفی کے ساتھ قرآن شریف پر اعتراض کئے ہیں۔ یہ کتاب جس کا نام "تکذیب براہین احمدیہ" رکھا ہے اس شخص کی لیاقت علمی و عقلی کا اندازہ کا ایک آئینہ ہے۔ ہمیں ہرگز یہ امید نہیں کہ تمیز دار ہندو اس کتاب کو پڑھ کر پھر یہ رائے ظاہر کر سکے کہ اس کے مولف کو عقل اور فہم اور علم دین سے کچھ حصہ ہے یا تہذیب اور شرافت سے اس کی فطرت کو کچھ تعلق ہے۔ اس کتاب کی حقیقت سے ہمیں بخوبی واقفیت ہے اور ہمیں اس وقت ان ہندوؤں کی عقل پر نہایت افسوس ہے جنہوں نے ایک ایسے جاہل لایعقل کے سیہ کردہ کاغذات کو قیمتاً خریدنا چاہا ہے......"۔ (شحنہ حق صفحہ ۷۲، ۷۳ طبع اول' روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۳۲۵، ۳۲۶)

(قارئین کے ازدیاد علم کے لئے عرض ہے کہ "تکذیب براہین احمدیہ" کی کچھ باتوں کا جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب "شحنہ حق" میں بھی ہے گو کہ اصولی جواب تو حضور کی کئی کتب میں بار بار آ چکے ہیں۔ مثلاً سرمہ چشم آریہ، شحنہ حق، پرانی تحریریں، چشمہ معرفت وغیرہ میں اور اسی طرح تکذیب براہین احمدیہ کے جواب میں ایک اور عالم مولوی ابورحمت حسن نے بھی "تھذیب المکذبین" کے نام سے ایک کتاب شائع کی)۔

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۴ صفحہ ۱۲۸)

یہ کتاب یعنی تکذیب براہین احمدیہ دو حصوں میں ہے۔ حصہ اول اور حصہ دوم۔ لیکن ہوا یہ کہ براہین احمدیہ کے رد میں جو کتاب شائع ہوئی وہ صرف حصہ اول تھا اور وہ بھی ۱۰۲ صفحات جو کہ ۱۸۸۷ء میں شائع ہوا۔ باقی (دوسرا حصہ) کتاب کا لیکھرام کی وفات کے بعد آریہ سماج کی طرف سے شائع کیا گیا جو کہ لیکھرام کے صرف نوٹس تھے۔ کچھ جن کو خود نئے سرے سے تیار کر کے شائع کیا گیا ہے۔ جیسا کہ تکذیب کو شائع کرنے والے ایڈیٹر "کلیات آریہ مسافر" منشی رام جگیاسو لکھتے ہیں:

"اس کتاب کی تکمیل میں بڑی بھاری رکاوٹوں کا سامنا پڑا۔ میں نے اس کام کو ہاتھ میں لیتے وقت سمجھا تھا کہ پنڈت جی کتاب کو مکمل کر چکے ہونگے لیکن جب پڑتال کی گئی تو معلوم ہوا کہ اکثر باب بالکل نامکمل ہیں۔ بعض جگہوں میں فریق مخالف کے اعتراضات درج کر کے جوابوں کے لئے جگہ چھوڑی ہوئی تھی۔ اکثر جگہوں میں عبارت پڑھی نہیں جاتی تھی اور کئی جگہ پنسل کا لکھا ہوا تھا...... تقریباً ۱۰۲ صفحے کتاب کے پنڈت جی کی زندگی میں لکھے جا چکے تھے۔ ان میں کچھ میں نے چھپوائے لیکن چونکہ کتابت ٹھیک نہ تھی۔ اس لئے باقی کل کاپیاں ردی کر دی گئیں......"۔

(کلیات آریہ مسافر صفحہ ۴۲۴۔ دیباچہ تکذیب براہین احمدیہ جلد دوم صفحہ ۱)

خیر کچھ بھی ہو، ان صاحب نے کتاب لکھی۔ اس میں جو بھی لکھا اس کا بدلہ وہ ۱۸۹۷ء کو پا گیا۔ جب خدا کے غضب کی صفت کا اظہار اس نے خود دیکھ لیا۔ البتہ ہمیں اس تکذیب کے جواب میں لکھی جانے والی کتاب "تصدیق

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

ہماری جماعت کے لئے سب سے زیادہ ضروری ہے کہ وہ اپنے اندر پاک تبدیلی کریں کیونکہ ان کو تازہ معرفت ملتی ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۰/ فروری ۱۹۹۸ء بمطابق ۲۰/ تبلیغ ۱۳۷۷ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔

أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم ۔

الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔

اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ. وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ . فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ. وَمَاالْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلاَّ مَتَاعُ الْغُرُوْرِ۔(سورۃ آل عمران آیت ۱۸۶)

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ہر جان نے موت کا مزہ ضرور چکھنا ہے۔ ہر جان کے لئے مقدر ہے کہ وہ موت کا مزہ چکھے وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اور تم اپنے بھرپور اجر قیامت کے دن دئے جاؤ گے۔ یہاں یہ مطلب نہیں ہے کہ اس دنیا میں اجر نہیں دئے جاؤ گے تُوَفَّوْنَ کا مطلب ہے بھرپور، ہر پہلو سے زیادہ سے زیادہ اجر قیامت کے دن دئے جاؤ گے فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ پس جو بھی آگ سے دور رکھا جائے گا وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ اور جنت میں داخل کیا جائے گا فَقَدْ فَازَ پس یقیناً وہ کامیاب ہوگا۔ وَمَاالْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلاَّ مَتَاعُ الْغُرُوْرِ اور دنیا کی زندگی تو ایک دھوکے کا فائدہ اٹھانے کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے۔

یہ آیت کریمہ زندگی اور موت کا فلسفہ بیان فرما رہی ہے۔ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْت میں ہر شخص جس کی جان ہے، ہر وجود جس کی جان ہے اس میں جانور بھی شامل ہیں اور انسان بھی شامل ہیں، جو بھی نفس رکھتا ہے اس نے بہرحال مرنا ہے اور جو جزاء دئے جانے والے لوگ ہیں ان کو قیامت کے دن جزاء دی جائے گی یعنی بھرپور جزاء دی جائے گی۔ اس تعلق میں جو میں اقتباسات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پڑھ رہا ہوں اور پچھلے خطبے میں بھی ایک اقتباس جاری تھا جب وقت ختم ہو گیا اب میں دوبارہ پڑھ رہا ہوں، وہ یہ ہے۔

"دیکھو دواؤں کی طبیب شناخت کر لیتا ہے۔ بنفشہ، خیار شنبہ اور تربد میں اگر وہ صفات نہ پائے جائیں جو ایک بڑے تجربے کے بعد ان میں متحقق ہوئے ہیں تو طبیب ان کو ردی کی طرح پھینک دیتا ہے اسی طرح پر ایمان کے نشانات ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا بار بار اپنی کتاب میں ذکر فرمایا ہے"۔ تو جس طرح ایک طبیب اس دنیا کی زندگی میں ان دواؤں کو جن کا بارہا تجربہ ہو چکا ہے جب اپنے اثر سے خالی دیکھتا ہے تو وہ ردی کی طرح اٹھا کے پھینک دیتا ہے تو ایمان کے بھی ایسے ہی نشانات ہیں جو دلوں میں ظاہر ہونے چاہئیں یعنی انسان کے اعمال میں ظاہر ہونے چاہئیں۔ اگر ایمان کا گھونٹ پیا ہو اور وہ اثر نہ دکھائے تو کیا خدا کو طبیب جتنا بھی علم نہیں ہوگا کہ وہ پہچان لے کہ یہ ایمان گندہ اور ناقص تھا۔ اس میں ایمان کی صفات ہی نہیں ہیں۔ پس دوائیں اپنی صفات سے پہچانی جاتی ہیں ناموں سے نہیں پہچانی جاتیں اور ایمان بھی اپنی صفات سے پہچانا جاتا ہے نام سے نہیں پہچانا جاتا۔ یہ مضمون ہے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرما رہے ہیں اور وہ حصہ عبارت کا جو پڑھنے سے رہ گیا تھا وہ آج میں پڑھ کے سناتا ہوں۔

"یہ سچی بات ہے کہ جب ایمان انسان کے اندر داخل ہو جاتا ہے تو اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کی عظمت یعنی جلال، تقدس، کبریائی، قدرت اور سب سے بڑھ کر لَااِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ کا حقیقی مفہوم داخل ہو جاتا ہے"۔ اب یہ سادہ سی عام بات دکھائی دیتی ہے جو ہر کسی کو معلوم ہونی چاہئے مگر ایمان سچا ہو تو اس کے ساتھ اللہ کی کبریائی داخل نہ ہو، یہ بالکل غلط اور بے معنی تصور ہے۔

اس ایک جملے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام، ہر قسم کے گناہوں پر جرأت کا فلسفہ بیان فرما دیا ہے اور ان کا علاج صرف ایک ہے، ایمان۔ اسی مضمون کو بعض اور تحریروں کی صورت میں میں نے آپ کے سامنے پیش کیا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر تم دیکھ لو کہ اس سوراخ میں سانپ ہے، جانتے ہو کہ زہریلا ہے اور بل سے منہ نکال کر پھر تھوڑا سا پیچھے ہٹ جاتا ہے ناممکن ہے کہ تم اس میں انگلی ڈالو خواہ وہ سانپ بظاہر کیسا ہی خوبصورت کیوں نہ دکھائی دے۔ تو ایمان کی حقیقت انسان کے عمل سے ظاہر ہوتی ہے۔ اگر جانتا ہے کہ میرا عمل اللہ کو ناراض کرنے والا ہے اور اس کی پکڑ سے پھر مجھے کوئی بچا نہیں سکتا تو ناممکن ہے کہ وہ گناہ پر جرأت کرے۔

پس ایمان کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت یعنی جلال، تقدس، کبریائی، قدرت اور سب سے بڑھ کر لاالٰہ الا اللہ کا حقیقی مفہوم انسان کے جسم میں داخل ہو جائے۔ یعنی اس میں خدا کے سوا باقی کوئی نہ رہے۔ سارے اسلام کا خلاصہ یہ ہے، سارے ایمان کا خلاصہ یہ ہے۔ تمام زندگی کے اونچ نیچ کیوں پیدا ہوتے ہیں اس کا خلاصہ اسی عبارت میں بیان فرما دیا گیا ہے۔ کبھی انسان خدا کے قریب تر ہوتا ہے تو سمجھتا ہے کہ میں اونچا ہو گیا ہوں، کبھی وہ خدا سے دُور ہٹتا ہے تو سمجھتا ہے کہ مین نیچا ہو گیا ہوں۔ یہ زیر و بم زندگی مین پیدا ہوتے رہتے ہیں اگر آپ اپنے نفس پر غور کر کے دیکھیں تو ہمیشہ ان کا تعلق ایمان کی وضاحت یا اس کے ابہام کے ساتھ ہوگا۔ جہاں ایمان، جیسا کہ کبھی کبھی تجربے مین آیا ہے، ایک دم کھل کے اپنی جلوہ نمائی کرے وہ وقت ہے جب انسان حقیقت میں سب سے اونچا ہوتا ہے اور بدی سے دور تر ہوتا ہے۔ اور جب انسان کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر لیتا ہے، ایمان رکھتے ہوئے بھی اس کے تقاضوں سے غافل ہو جاتا ہے تو وہ ایک اندھیرے کے سائے میں چلا جاتا ہے۔ اور وہاں سے گناہ کئی بھیس بدل کر اس پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ پس اس پہلو سے حضرت اقدسؑ کی مزید نصائح میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں اور آپ ہی کے الفاظ میں ان نصائح کا لطف آتا ہے ورنہ اپنی زبان میں ترجمہ محض اس لئے کرتا ہوں کہ بہت سے ہمارے کم تعلیم یافتہ اَن پڑھ لوگ بھی ہیں ان کو اگر سمجھایا نہ جائے تو وہ عبارتیں ان کو سمجھ نہیں آسکتیں۔

فرمایا، "یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کے اندر سکونت اختیار کرتا ہے"۔ ایمان وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی سکونت پر منتج ہوتا ہے۔ آپ کو دنیا میں جس چیز پر ایمان ہی نہیں اس کا تصور آپ کے اندر سکونت پذیر نہیں ہو سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایمان کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو دور کا واہمہ ہو۔ اللہ پر سچا ایمان ہو تو اللہ آپ کی ذات میں سکونت پذیر ہو جاتا ہے۔ فرمایا اور شیطانی زندگی پر ایک موت وارد ہو جاتی ہے اور گناہ کی فطرت مر جاتی ہے۔ یہ ہے ایمان کی نشانی۔ پس اگر تربد کی نشانی ہے یا بنفشہ کی نشانی ہے یا اور چیزوں کی نشانی ہے تو ایمان کی بھی تو ایک نشانی ہونی چاہئے اور ایمان کی یہ اصل نشانی ہے۔ "گناہ کی فطرت مر جاتی ہے۔ اس وقت ایک نئی زندگی شروع ہوتی ہے اور وہ روحانی زندگی ہوتی ہے یا یہ کہو کہ آسمانی پیدائش کا پہلا دن وہ ہوتا ہے جب انسان دنیا میں از سرِ نو پیدا ہوتا ہے جب شیطانی زندگی پر موت وارد ہوتی اور روحانی زندگی کا تولّد ہوتا ہے جیسے بچہ کا تولّد ہوتا ہے"۔ بچے کا تولّد بھی انسانی زندگی میں ایک ایسا فعل ہے جو دوہرایا جاتا ہے۔ انسان کی روح سے ایک بچہ پیدا ہوتا ہے اور وہ ایمان کی برکت سے پیدا ہوتا ہے اگر ایمان نہ ہو تو انسانی زندگی میں وہ نیا بچہ پیدا نہ ہوگا۔ اب حضرت اقدسؑ کی اس عبارت کی تشریح کے بعد قرآن کریم کی اس آیت کی طرف میں واپس لوٹتا ہوں جس کی میں نے تلاوت کی تھی۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْت ہر شخص نے ضرور موت کا مزہ چکھنا ہے۔ یہاں ظاہری موت کی بات نہیں ہو رہی بلکہ ایک قسم کی موت کی بات ہو رہی ہے۔ ہر شخص یا شیطان کے ہاتھوں ہلاک ہوگا یا اللہ کی خاطر خود اپنے آپ کو قربان کر دے گا۔ یہ دو ہی امکانی موتیں ہیں جو روحانی زندگی میں رونما ہوا کرتی ہیں۔ پس كُلّ

نَفسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ کا مطلب یہ ہے کہ ہر شخص اس دنیا میں یا تو ضرور ہلاک ہو جائے گا اور شیطان کے ہاتھوں مارا جائے گا یا اللہ کی خاطر جیسے ابراہیم نے اپنے بچے کو پیش کر دیا تھا اور اس سے پہلے اپنے نفس پر چھری پھیری تھی اسی طرح وہ ابراہیم کی طرح اپنے نفس پر ایک موت وارد کر لے گا۔ یہ مقدر ہے اس عمل سے کوئی شخص مستثنیٰ نہیں ہے۔

وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اس میں یہ خوشخبری ہے کہ قیامت کے دن تمہیں بھرپور اجر دیا جائے گا لیکن اس دنیا میں نئی زندگی کی صورت میں اجر دیا جا چکا ہوتا ہے۔ اگر وہ نہ ہو تو قیامت کے دن بھرپور اجر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ پس اس نئی پیدائش کے بعد اگر وہ شیطانی پیدائش ہے یعنی شیطانی موت کے نتیجے میں ایک بظاہر زندگی ملتی ہے تو اس کا بھی بھرپور اجر قیامت کے دن دیا جائے گا۔ اور اگر روحانی موت تھی خدا کی خاطر اور روحانی زندگی تھی جو اس موت کے بعد لازماً عطا ہونی تھی تو اس کا بھی بھرپور اجر قیامت کے دن دیا جائے گا۔

اور پہچان یہ ہوگی فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّۃَ فَقَدْ فَازَ اس وقت جو آگ سے دور کیا جائے گا آگ سے بہت دور رکھا جائے گا اور جنت میں داخل کیا جائے گا وہی ہے جو کامیاب ہوگا۔ اور فَقَدْ فَازَ کا مطلب ہے یقیناً کامیاب ہوگا اس کی کامیابی میں کسی شک کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ یہ فرمانے کے بعد یہ تنبیہ ہے وَ مَاالْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا اِلاَّ مَتَاعُ الْغُرُوْرِ دھوکے کی زندگی، دھوکے کی منفعتیں ہیں جن میں تم مبتلا ہو جاتے ہو اور اس دنیا میں اس دھوکے کے فوائد کے سوا، جو فوائد دکھائی دیتے ہیں مگر دھوکہ ہوتے ہیں، ان کے سوا اس زندگی کی کوئی بھی حقیقت نہیں ہے۔ پس اس آیت کی تشریح تھی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرما رہے تھے۔ اور اس آیت کے ساتھ اس مضمون کا ایک گہرا، نہ ٹوٹنے والا تعلق ہے۔

اب یہ ساری باتیں تو بہت پیاری باتیں ہیں، بہت دل چاہتا ہے انسان کا کہ میں ان لوگوں میں شمار ہو جاؤں جنہیں اس دنیا میں ہی نئی زندگی مل جائے اور قیامت کے دن آگ سے دور کیا جاؤں لیکن آگ سے دور کیا جانا بھی ایک ایمان کو چاہتا ہے۔ جس کو آگ پر ایمان نہیں وہ آگ سے دور نہیں کیا جائیگا۔ جس کو یقین نہیں ہے کہ جس آگ کا اللہ تعالیٰ ذکر فرماتا ہے وہ ضرور بھڑکائی جائے گی اور جس کو آگ کی گرمی اور تمازت کا تجربہ نہیں اور تجربہ ہے تو غافل آنکھوں سے وہ اس آگ کو دیکھتا ہے اور غافل دل سے اس کو محسوس کرتا ہے ایسا شخص قیامت کے دن آگ کو دیکھے گا اور وہ جس طرح اُدْخِلَ الْجَنَّۃَ ہے، اُدْخِلَ النَّار وہ آگ میں ڈالا جائے گا۔ اس لئے یہ ایمان بھی تو ضروری ہے کہ جیسے جنت حق ہے ویسے جہنم بھی ایک حق ہے اور جس کو یہ یقین ہو جائے کہ قرآن کریم کی یہ باتیں سچی ہیں وہ لازماً آگ سے دور ہٹنا شروع ہو جائے گا اور اس کی باقی زندگی آگ سے دوری کا ایک سفر ہوگی۔ ہر عمل جو اس سے ظاہر ہوتا ہے اس پر غور کر کے دیکھے گا کہ یہ عمل کہیں آگ کے قریب تو نہیں کر رہا۔ اور اگر وہ سوچے اور بیدار رہے اور جان لے کہ واقعۃً یہ عمل آگ کے قریب کر رہا ہے تو دنیا کی آگ کے قریب ہونے کے اپنے تجربے کو ذہن نشین کر کے دیکھ سکتا ہے کہ آگ ہے کس غضب کا نام، کس بلاء کو آگ کہتے ہیں۔ اور وہ آگ جو قیامت کے دن بھڑکائی جائے گی وہ اس سے بہت زیادہ شدید ہے جو اس دنیا کی آگ ہے اور اس آگ کا تجربہ ہم رکھتے ہیں اگرچہ غفلت کی حالت میں وہ تجربہ کرتے ہیں۔ ان امور کو یاد رکھنے کا طریقہ کیا ہے ان امور سے جو بیان ہوئے ہیں فائدہ اٹھانے کا طریقہ کیا ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک خدا کے خوف کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ جو انسان خدا کو غالب اور قادر سمجھے وہ اس سے ڈرتے ڈرتے زندگی بسر کرے گا۔

فرمایا "اللہ تعالیٰ متقی کو پیار کرتا ہے خدا تعالیٰ کی عظمت کو یاد کر کے سب ترساں رہو اور یاد رکھو کہ سب اللہ کے بندے ہیں"۔ دیکھیں یہ باتیں کتنی سادہ، کتنی پیاری، کتنی روزمرہ کے تجربے کی باتیں ہیں اور ایسی حقیقتیں ہیں جن کے دل میں جگہ پکڑنے کے لئے دلائل کی ضرورت نہیں ہے۔ "خدا تعالیٰ کی عظمت کو یاد کر کے سب ترساں رہو اور یاد رکھو کہ سب اللہ کے بندے ہیں"۔ تمہاری بیویاں، تمہارے بھائی، تمہاری بہنیں، تمہاری بیٹیاں یا بیویوں کے خاوند اور سب رشتے دار اور وہ جو رشتے دار نہیں بھی ہیں تمام انسان سب کے سب اللہ کے بندے ہیں۔ یہ احساس ہے جو دل میں جاگزیں ہونا ضروری ہے اور اس احساس کو اللہ کے خوف میں تبدیل کر دو۔ "خدا تعالیٰ کی عظمت کو یاد کر کے سب ترساں رہو" اللہ کی عظمت کے نتیجے میں دیکھو کہ ان سب پر تمہاری کیا فضیلت ہے۔ جو کچھ تھوڑی سی برتری کسی کو کسی اور پہ نصیب ہوئی ہے وہ سوائے اللہ کے فضل کے اور اس کی عظمت کے ممکن ہی نہیں تھا کہ اس کو نصیب ہوتی۔ تو انسان اپنی خوبیوں سے ایک طرح سے تہی دست ہو جاتا ہے، انسان اپنی مملکتوں سے ایک طرح سے تہی دست ہو جاتا ہے اس کی بڑائیاں، دنیا میں اچھے گھر میں پیدا ہونا یا اس کا کسی غریب کے گھر میں پیدا ہو جانا یہ چیزیں اس کے دل میں بنی نوع انسان میں تفریق نہیں کرتیں کیونکہ توحید تفریق ہونے نہیں دیتی۔ اور خدا کی عظمت کا یہ معنیٰ ہے کہ جب اس کی عظمت دل پر راج دہانی شروع کر دے تو ہر دوسرا انسان اسی راج دہانی کے اندر ایک وجود دکھائی دیتا ہے اور اس پر کسی برتری کے احساس کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ برتری اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے اور انسان اسے خدا تعالیٰ کی رضا کے دائرے میں استعمال فرمائے تو اس کا کوئی گناہ نہیں لیکن یہ برتری تکبر یا نخوت کا رنگ اختیار کر لے تو جس حد تک وہ تکبر اور نخوت کا رنگ اختیار کرتی ہے اسی حد تک خدا کی عظمت اس سے اٹھ جاتی ہے اس حد تک اس کے دل پر وہ سایہ نہیں کرتی۔

"یاد رکھو سب اللہ کے بندے ہیں کسی پر ظلم نہ کرو"۔ اب ظلم کرنے کا خیال یا واہمہ انسان کے دل میں اس وقت پیدا ہو سکتا ہے جب عظمت نہ ہو یعنی اللہ کی عظمت نہ ہو۔ اللہ سر پر کھڑا ہو اور اس کی عظمت جلوہ گر ہو تو ہو کیسے سکتا ہے کہ اس کے کسی بندے پر کوئی انسان ظلم کا سوچے بھی۔ "نہ تیزی کرو، نہ کسی کو حقارت سے دیکھو" اب ظلم کے بعد جو تیزی ہے یہ بہت اہم لفظ ہے جو یاد رکھنے کے لائق ہے۔ ظلم اور تیزی ایک دوسرے سے اٹوٹ تعلق رکھتے ہیں۔ ظلم کا خیال اگر آجائے اور انسان اس کو مٹا دے تو وہ ظلم نہیں لیکن ظلم کے ساتھ جب طبیعت کی تیزی داخل ہو جائے۔ ادھر غصہ آیا اور ادھر غصے کا کوئی بد نتیجہ کسی دوسرے انسان پر ظاہر کر دیا جائے یہ تیزی ہے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام الفاظ کے اختیار میں بہت باریک نظر رکھتے ہیں اور بڑے حلم کے ساتھ الفاظ کو ایک دوسرے کے بعد سجاتے ہیں "کسی پر ظلم نہ کرو، نہ تیزی کرو"۔ اب کسی عام آدمی کے دماغ میں یہ خیال آ ہی نہیں سکتا۔ یہ صاحب عرفان وجود کا کلام ہے۔ اور اب آپ تیزی کو ظلموں کے ساتھ ملا کر دیکھیں تو آپ کو تمام دنیا میں فسادات کا فلسفہ سمجھ آجائے گا۔ ہر فساد، ہر ظلم تیزی کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے۔ اگر انسان رک جائے اور فوری اثر نہ دکھائے اور اپنی تیزی کو کند کر دے یعنی اپنے حلم کے ساتھ یا خدا خوفی کے ساتھ تو دنیا فساد سے خالی ہو جائے گی۔ ساری دنیا میں تیزیاں ہیں جو دکھائی دے رہی ہیں۔ نہ کسی کو حقارت سے دیکھو۔ اگر اللہ کے بندے ہیں اور تم نے پہچان لئے ہیں کہ اللہ کے بندے ہیں تو جو بھی دین ہے وہ اللہ کی دین ہے۔ اگر اس نے چھوٹا پیدا کیا تو تمہارا کوئی حق نہیں کہ ایسے بندے کو حقارت سے دیکھو۔ ایسے بندے کو رحم سے دیکھنا چاہئے اور خدا کا خوف کرتے ہوئے کوشش کرنی چاہئے کہ جو ظاہری بڑائی تمہیں ملی ہے اس میں سے کچھ نہ کچھ تم اس حقیر بظاہر حقیر بندے کی طرف منتقل کر دو۔

"دیکھو جماعت میں اگر ایک آدمی گندہ ہوتا ہے تو وہ سب کو گندہ کر دیتا ہے"۔ یہ ایک ایسا تجربہ ہے جو ہم نے بارہا دیکھا ہے۔ اچھے بھلے لوگوں میں، نیک جماعت کے اندر اگر کوئی گندی مچھلی مل جائے تو جیسے کہ وہ سارے تالاب کو گندہ کر دیتی ہے ان لوگوں میں آہستہ آہستہ گندگی پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ جب تک وہ اس کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں اس کو اپنی مجالس میں شریک کرتے ہیں اس وقت تک وہ لازماً گندے ہوتے چلے جاتے ہیں۔

اس کا گہرا فلسفہ یہ ہے کہ ایسا شخص جو گند بکتا ہے یا گندی زندگی گزار رہا ہے کوئی شخص جو اللہ کی عظمت اپنے دل میں رکھتا ہو اس کے قریب ہی نہیں جائے گا، کبھی اس کو اپنی مجالس میں نہیں بیٹھنے دے گا، کبھی اپنی مجالس میں اس کی دعوت نہیں کرے گا، کبھی دعوتوں میں شریک ہوگا تو اس کے قریب نہیں پھٹکے گا۔ کوشش کرے گا کہ اچھے لوگوں کے ساتھ ایک طرف ہو جائے اور اس کے باوجود اس میں تکبر نہیں ہوتا، اس میں احتیاط ہوتی ہے۔ اب کوئی شخص کہے کہ سانپ کو بل میں گھستے ہوئے دیکھا اور دور بھاگ گئے۔ بڑے متکبر ہو جو اس طرح سانپ بے چارے سے سلوک کر رہے ہو۔ احمق ہے جو اس ہلاکت سے بچنے کو تکبر سمجھتا ہے۔ ہلاکت سے بچنے کے انتظام کرنے کو تکبر نہیں کہا جاتا۔ یہ وہ احتیاطیں ہیں جو لازم ہیں۔ یہ وہ احتیاطیں ہیں جن کا قرآن کریم میں واضح ذکر موجود ہے کہ جب کوئی مجلس بیہودہ سرائی کر رہی ہو اور خدا اور خدا والوں کے متعلق تحقیر کے کلمات استعمال کر رہی ہو، اگر تم سچے ایمان والے ہو تو لازم ہے کہ فوراً اٹھ کر اس مجلس سے الگ ہو جاؤ، اس کو تکبر نہیں کہا جاتا۔ لیکن اگر وہ لوگ صاف ستھری باتیں کریں تو مستقلاً ان سے الگ نہیں ہونا۔ جب وہ اچھی باتیں کر رہے ہوں تو ان کی باتوں کو دیکھو پھر بے شک ان سے تعلق رکھو لیکن اگر دوبارہ پھر وہ ایسا عمل کریں تو پھر اپنے آپ کو ہلاکت سے بچانے کے لئے تمہارا فرض ہے کہ ان سے قطع تعلقی کر لو۔

Earlsfield Properties

Landlords & landladies

Guaranteed rent

your properties are urgently required

Tel: 0181-265-6000

یہ قرآنی مضمون ہے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہاں بیان فرمارہے ہیں۔ کسی کو حقارت سے مت دیکھو اسکے باوجود جو گندے لوگ ہیں ان سے کنارہ کشی کرو کیونکہ وہ تمہیں بھی اور ہماری سوسائٹی کو گندہ کردیں گے۔ بہت سے ایسے خاندانوں کی مثالیں ساری دنیا میں ملتی ہیں کہ ایک لڑکے یا لڑکی نے نظام جماعت کی بے حرمتی کی ہے اور گندی مجلس والے لوگ ہیں اور مائیں یا باپ ان کو بلا کر پیار سے اپنے گھر میں جگہ دیتے ہیں۔ وہ اپنی باقی اولاد پر سخت ظلم کرنے والے ہیں۔ ان سے علیحدگی کی وجہ یہ نہیں ہے کہ آپ کو ان سے محبت کا رشتہ نہیں رہا۔ علیحدگی کی وجہ یہ ہے کہ جو اولاد گھر میں موجود ہے یا آپ خود میاں بیوی بھی اپنے نفس کا حق تو ادا کریں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ کسی ایسے شخص سے محبت کا تعلق اس طرح رکھا جائے کہ اس کا زہر آپ کے اندر داخل ہو جائے۔

بعض لوگ کتوں سے بھی پیار کرتے ہیں مگر بچ کر رہتے ہیں کہ ان کا زہر آپ کے اوپر نہ اگلا جائے، ان کے دانت آپ کو زخمی نہ کردیں۔ پس یہاں یہ معاملہ ہے جو احتیاط کا معاملہ ہے اور لوگ سمجھتے نہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آہستہ آہستہ ایسے لوگوں کے اثر سے سارا خاندان گندہ ہو جاتا ہے اور رفتہ رفتہ وہ جماعت سے کٹ کے الگ ہو جاتا ہے۔ کاٹا نہ بھی جائے تو خود کٹ جاتا ہے۔ ایسی بہت سی مثالیں ہمارے سامنے ہیں یہاں بھی ہیں، امریکہ میں بھی ہیں، پاکستان میں جگہ جگہ ایسے واقعات ہوتے رہتے ہیں اور رفتہ رفتہ میں نے ہمیشہ ان خاندانوں کو زندگی کے سرچشمہ سے کٹ کر موت کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا ہے جو شیطانی موت ہے اور اس کے بعد پھر کوئی روحانی زندگی نہیں۔ پس میں امید رکھتا ہوں کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان اقتباسات کو گہری نظر سے دیکھیں گے اور غور سے سنیں گے اور دلنشیں کریں گے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بہتر نصیحت کرنے والا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بعد کبھی پیدا نہیں ہوا۔ ایک ذرہ بھی اس میں شک نہیں ہے۔ چند کلمات ایسے ہیں جیسے کیمیا گر ہو کوئی، وہ مٹی سے سونا بنادے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلمات کو غور سے دیکھیں اور ان کلمات میں سب سے بڑی اہمیت تحریروں کو نہیں جتنی زبانی کلام کو ہے جو نصیحت کے طور پر آپ نے مجلس میں کیا یا باہر کیا۔ ان کو ملفوظات کے نام سے شائع کیا گیا ہے۔ اگر کسی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچی، گہری شخصیت کو پہچاننا ہو تو مناظرے والی تحریروں سے الگ ملفوظات کو دیکھیں تو ملفوظات کی ایک ہی جلد ساری زندگی کو پاک صاف کرنے کے لئے کافی ہے بلکہ ملفوظات میں سے بعض سطریں ایسی ہیں جو ساری زندگی پر حاوی ہو سکتی ہیں۔ ایک انسان اس کو غور سے پڑھے اور ان کا گہری نظر سے اور محبت سے مطالعہ کرے۔

"اگر ایک آدمی گندہ ہوتا ہے تو وہ سب کو گندہ کر دیتا ہے۔ اگر حرارت کی طرف تمہاری طبیعت کا میلان ہو تو پھر اپنے دل کو ٹٹولو کہ یہ حرارت کس چشمہ سے نکلی ہے"۔ بہت پیاری نصیحت، بہت ہی گہری، ہر انسان جانتا ہے کہ کس کس معاملے میں اس میں گرمی پائی جاتی ہے اور وہ گرمی اللہ تعالیٰ کے معاملات سے تعلق رکھتی ہے۔ بعض لوگوں کی جو گرمی ہے اگر وہ غور کریں تو ان کو بتادے گی کہ یہ دنیاداری تھی خدا کی محبت نہیں تھی۔ پس دنیاداری کی گرمی بعض دفعہ اپنی اولاد کی نصیحت کی صورت میں بھی ظاہر ہوتی ہے، اولاد پر سختی کی صورت میں بھی ظاہر ہوتی ہے مگر اس وقت جب وہ دنیا سے دور ہٹ رہے ہوں یا دنیا کی کمائی سے پیچھے ہٹ رہے ہوں۔ جن لوگوں کے دل میں اس وقت سختی پیدا ہوتی ہے وہ گرمی ہے لیکن وہ اگر غور کر کے دیکھیں تو ان کو معلوم ہوگا کہ ان کی گرمی محض اللہ سے دوری کی وجہ سے تھی اور دنیا سے پیچھے ہٹنے کی وجہ سے تھی۔

پس فرمایا ٹھہرو اور غور کرو، اپنے دل کو ٹٹولو کہ یہ حرارت کس چشمے سے نکلی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی محبت کے چشمے سے نکلی ہے تو پھر یہ گرمی اور نمونے کی گرمی ہوگی اور یہ گرمی آگ سے بچانے والی گرمی ہے اور وہ دوسری گرمی آگ میں ڈالنے والی گرمی ہے۔ پس اس ایک فقرے پر ہی آپ غور کریں اور دل کو ہر ایسے موقعہ پر ٹٹولیں۔ جب آپ کے اندر گرمی پیدا ہوتی ہے تو بسا اوقات آپ کو معلوم ہوگا کہ آپ کو اپنے نفس کے کچلے جانے سے غصہ آیا ہے یعنی وضاحت کو چھوڑ کر دوسرے معاملات کی بات اب میں کررہا ہوں۔ کسی بات میں گرمی پیدا ہوتی ہے اس گرمی کا تعلق لازماً اپنے نفس کے کچلے جانے سے ہوتا ہے جو خدا کی نظر میں مغضوب گرمی ہے جو خدا کو غضب دلانے والی گرمی ہے اس کا اللہ کی خاطر، اللہ کی رضا سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ پس 'اپنے دل کو ٹٹولو' میں جو نصیحت ہے وہ ایسی عظیم نصیحت ہے کہ آپ اگر ٹٹولیں نہ تو آپ کو پتہ بھی نہیں لگ سکتا کہ دل کو ٹٹولنا ہوتا کیا ہے۔ جہاں گرمی پیدا ہو وہاں ٹٹولیں اور بعض دفعہ راکھ کے نیچے چنگارے اور کوئلے دکھائی دیتے ہیں۔ یعنی بظاہر ایک راکھ نے ان کو چھپایا ہوا ہے مگر آپ جب ٹٹولیں گے تو پتہ چلے گا کہ اندر دراصل شیطانی گرمی تھی جو ایک موقع پر سر اٹھا کر باہر نکلی ہے۔ چنانچہ فرمایا "یہ مقام بہت نازک ہے"۔ یہ نازک لفظ پر جو بات ختم کی ہے یہ اپنی ذات میں ایک الگ اہمیت رکھتی ہے۔ اگر تم سمجھتے ہو کہ نہ بھی ٹٹولوں تو کیا فرق پڑتا ہے، زندگی گزر رہی ہے۔ فرمایا یہ مقام نازک ہے۔ اگر تم نے غفلت کی تو یہ غفلت تمہیں آگ کا ایندھن بنا سکتی ہے۔ اور ہر وہ بات جو نازک ہو اس تعلق میں جس میں بیان کیا جارہا ہے وہاں نازک سے مراد یہ ہے Critical جیسے انگریزی میں کہتے ہیں یعنی پاؤں لپٹا تو بعید نہیں کہ آپ جہنم میں جان پڑیں۔ اس لئے اس نصیحت کو پلے سے باندھ لو اور ہر ایسے موقعہ پر جبکہ تمہاری روح تمہیں تیزی دکھاتی محسوس ہو غور کرو کہ یہ تیزی کہاں سے آئی ہے، عقل اس کے بغیر نصیب ہو ہی نہیں سکتی۔ لوگوں کا خیال ہے کہ اس صفت کے بغیر حقیقت میں انسان عقل حاصل کر سکتا ہے۔ ساری دنیا خدا سے دوری کے نتیجے میں بے عقل ہے اور بظاہر بڑے بڑے عاقل موجود ہیں، بڑی بڑی عقل والی قومیں موجود ہیں لیکن جو فیصلے کے مواقع ہیں ان میں ہمیشہ وہ فیصلہ بظاہر اپنے حق میں کر رہے ہوتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کی ناراضگی مول لے کر جہنم کی راہ اختیار کر رہے ہوتے ہیں۔ اس لئے مغربی قوموں کی ظاہری بڑائی سے ہرگز متاثر نہ ہوں۔ ان کی اچھی چیزیں ضرور سیکھیں۔ لیکن آج ساری دنیا کی قیادت بدنصیبی سے ایسے لوگوں کے ہاتھ میں ہے جن کو اپنے دل کی حرارت ٹٹول کر دیکھنے کا موقع ہی نصیب نہیں ہوتا، جن کا ہر اہم فیصلہ خدا کے تعلق سے عاری ہوا کرتا ہے۔ ان کے وہم وگمان میں بھی نہیں آتا کہ یہ فیصلہ آیا خدا کی رضا کو حاصل کرنے والا ہے یا خدا کے غضب کو حاصل کرنے والا ہے۔

یہ مضمون ہے جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یوں بیان فرماتے ہیں: "یاد رکھو کہ عقل روح کی صفائی سے پیدا ہوتی ہے"۔ کتنے ہیں جو اس مضمون کو جانتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں عقل دماغ کی تیزی سے پیدا ہوتی ہے، شوخی سے پیدا ہوتی ہے، لمبے علم اور لمبے تجربے سے پیدا ہوتی ہے، یہ سب جھوٹ ہے۔ بڑے بڑے صاحب علم، بڑے بڑے صاحب دماغ، بڑے بڑے تعلیم یافتہ جب بھی فیصلہ کرتے ہیں وہ خدا کی رضا سے الگ ہو کر اسے بے ضرورت سمجھ کر فیصلہ کرتے ہیں۔ پس ان کی عقل کا روح کی صفائی سے کوئی تعلق نہیں اس لئے وہ عقل سے عاری ہیں۔ فرمایا: "یاد رکھو کہ عقل روح کی صفائی سے پیدا ہوتی ہے۔ جس قدر انسان روح کی صفائی کرتا ہے اسی قدر عقل میں تیزی پیدا ہوتی ہے۔ اور فرشتہ سامنے کھڑا ہو کر اس کی مدد کرتا ہے"۔

یہ بھی ایک بہت عظیم الشان مضمون ہے۔ **انسان جو روح کی صفائی کے نتیجے میں عقل حاصل کرتا ہے اس عقل کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ خدا کی خاطر اس فیصلے کو رد کر دے جو بظاہر دنیا میں اس کے حق میں ہونا چاہئے اور اس فیصلے کو خدا کی خاطر قبول کر لے جو ظاہر و باہر طور پر اس کے فوری مفاد کے خلاف ہو۔** اگر ایسا کرے اور واقعۃً خدا کی خاطر کرے تو محض یہ عقل نہیں ہے بلکہ عقل آخری نتیجے کے لحاظ سے عقل ہے۔ عقل کا نتیجہ یہ نکلنا چاہئے کہ آپ کو خدا تعالیٰ ٹھوکر سے بچائے اور آپ کے مفاد کے لئے غیب سے انتظام کرے۔ جس کو یہ عقل حاصل ہو جائے کہ ہر فعل میں اور ہر فیصلے میں فائدہ ہی فائدہ ہے اور کسی فیصلے میں کوئی نقصان نہیں ہے یہ وہ شخص ہے جس کو یہ یاددہانی بھی کرائی جاتی ہے کہ قیامت کے دن تمہاری ہر قربانی پر نظر رکھی جائے گی۔ یہ عارضی دنیا گزر گئی تو تمہارا کوئی بھی نیک اقدام ضائع نہیں کیا جائے گا۔

لیکن اس کے علاوہ ایک اور خدا کا سلوک ہوتا ہے جو غیر معمولی طور پر، خدا کو حاضر ناظر جان کر اپنی زندگی کے اہم فیصلے کرتے ہیں ان کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "اور فرشتہ سامنے کھڑا ہو کر ان کی مدد کرتا ہے"۔ یہ جو فرشتے ہیں، جو سامنے کھڑا ہو کر ان کی مدد کرتے ہیں یہ بھی صاحب تجربہ کو پتہ ہے کہ ایک معاملے میں جب کوئی سہارا نہیں رہتا اچانک ایک آدمی نمودار ہو جاتا ہے۔ ہوتا تو انسان ہے مگر وہ سامنے کھڑا ہو کر مدد کر رہا ہے اور آپ کو پتہ نہیں کہ کیوں کر رہا ہے۔ کیا وجہ ہو گئی۔ اور یہ واقعات بکثرت احمدیوں کے تجربے میں ہیں، یہ کوئی فرضی بات نہیں ہے۔ اگر آپ سمجھتے ہوں کہ فرشتہ واقعۃً متمثل ہو کر سامنے اترتا ہے تو یہ حقیقت آپ کے لئے ایک خواب بنی رہے گی اور آپ کہیں گے ہم بھلا کہاں ایسی طاقت رکھتے ہیں۔ ہم میں کہاں ایسی ولایت اور بڑائی آگئی کہ خدا کی خاطر کوئی فرشتہ اترے اور سامنے کھڑے ہو کر مدد کرے۔ لیکن میری ساری زندگی کا تجربہ ہے اور ہزاروں احمدی ہیں جنہوں نے اپنے تجربوں سے مجھے مطلع کیا ہے کہ ایسے وقت میں جبکہ ایک بات بالکل ناممکن دکھائی دیتی تھی ایک آدمی

fozman foods
BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TEL: 0181-553-3611

ظاہر ہوا ہے اور وہ مدد کر رہا ہے اور کچھ پتہ نہیں کہ کیوں مدد کر رہا ہے۔ وہ غیب سے آتا ہے اور ایسے آدمیوں کا نام اللہ تعالیٰ نے وہ فرشتہ رکھا ہے جس کو مدد کے لئے فرمان ملتا ہے یعنی اس کو پتہ بھی نہیں کہ یہ فرمان ہو رہا ہے لیکن مدد کے لئے اس کو استعمال کیا جاتا ہے۔ اور ہر ایسا شخص جو نا ممکن حالت میں کسی کو اپنی مدد کرتے ہوئے دیکھے تو اس کو یقین کر لینا چاہئے کہ فرشتوں کی مدد اس طرح آیا کرتی ہے۔

"مگر فاسقانہ زندگی والے کے دماغ میں روشنی نہیں آسکتی"۔ جو شخص بھی گندی زندگی بسر کرتا ہے خدا سے دوری کی زندگی بسر کرتا ہے اس کے دماغ کو آپ روشن نہیں دیکھیں گے۔ "تقویٰ اختیار کرو کہ خدا تمہارے ساتھ ہو"۔ چند الفاظ ہیں کتنے وزنی ہیں کس طرح دل پر حاوی ہو جاتے ہیں "تقویٰ اختیار کرو کہ خدا تمہارے ساتھ ہو۔ صادق کے ساتھ رہو کہ تقویٰ کی حقیقت تم پر کھلے"۔ یہ دوسرا پہلو جو ہے یہ بھی بہت ہی کار آمد اور روز مرہ کی زندگی پر اثر انداز ہونے والا پہلو ہے۔ صحبت صالحین کا فلسفہ آپ نے بیان فرمایا، "تقویٰ اختیار کرو کہ خدا تمہارے ساتھ ہو"۔ اگر خدا تمہارے ساتھ ہوگا تو تمہیں بھی اپنی عادت میں ایسی تبدیلی پیدا کرنی ہوگی کہ تم صادق کے ساتھ رہو۔ اور "خدا تمہارے ساتھ ہو" کی پہچان بیان فرمادی۔ کوئی انسان کہہ سکتا ہے اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ کبھی مشکل میں عام آدمیوں کی بھی مدد ہو جایا کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ مدد فرما دیتا ہے، مشرکین کی بھی مدد فرما دیتا ہے۔ اس سے کسی کو یہ دھوکہ نہ ہو کہ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ جب خدا ساتھ ہو تو ہر معاملے میں، زندگی کے ہر موڑ پر خدا ساتھ ہوتا ہے۔ اور اس کی ظاہری پہچان دیکھیں کتنی پیاری بیان فرمائی۔ صادق کے ساتھ رہو۔ اگر تمہارے ساتھ خدا ہے تمہیں وہم ہے ایک، یا خیال ہے یا یقین ہے تو پھر تم بھی تو خدا کے ساتھ رہو اور جو خدا کے ساتھ رہنے والے لوگ ہیں ان کے اندر صدق کی نشانیاں پائی جاتی ہیں، طبعاً تم ان کے ساتھ رہو گے۔ تو ایک نصیحت اور اس نصیحت کا جواب اور اس نصیحت کو پہچاننے کی علامتیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ساتھ ساتھ بیان فرما رہے ہیں۔ ایک ہی عبارت ہے جو ساری زندگی پر حاوی ہو سکتی ہے اور اگر آپ تیزی سے پڑھ جائیں تو آپ کو پتہ بھی نہیں لگے گا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیا فرما گئے ہیں۔ اگر یقین ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کوئی کلمہ بھی قرآن اور حدیث اور اپنے روحانی تجربے سے الگ نہیں ہے اور ہر فقرہ پہلے فقرے سے ایک تعلق رکھتا ہے۔ اگر یہ یقین نہ ہو تو آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عبارتوں کی کوئی سمجھ نہیں آئے گی۔ پس اب یہ دیکھیں تقویٰ اختیار کرو کہ خدا تمہارے ساتھ ہو اتنا اعلیٰ تقویٰ کا پھل ہے جو بیان فرمایا گیا، ساتھ ہی ہمارے سامنے رکھ گیا صادق کے ساتھ رہو۔ اگر چاہتے ہو خدا تمہارے ساتھ ہو تو جو خدا کے ساتھ ہیں ان کے ساتھ رہو اور خدا جن کے ساتھ ہے ان کے ساتھ رہو۔

"کہ تقویٰ کی حقیقت تم پر کھلے" جب خدا کے سچے لوگوں کے سلوک کو قریب سے دیکھو گے تو وہ وقت ہے جب تقویٰ کی حقیقت تم پر کھلے گی۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ جماعت کو نصیحت فرماتے رہے۔ وہ لوگ جو دور سے بیعت کا خط لکھ دیا کرتے تھے اور بظاہر مومنین میں داخل ہو جاتے تھے آپ فرماتے ہیں کہ تمہارا فرض ہے کہ یہاں آؤ اور میرے پاس کچھ عرصہ ٹھہرو۔ اتنا اصرار تھا اس بات پر کہ اس زمانے کے حالات کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ ایسا بوجھ کیسے اٹھاتے تھے۔ دور دراز سے یا قریب سے جس نے بھی بیعت کا لکھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ محسوس کیا کہ اس کی تربیت کی ضرورت ہے تو آپ نے محض نصیحت کو کافی نہیں جانا بلکہ فرمایا آؤ اور میرے پاس رہو اور اس پاس رہنے کے نتیجے میں آپ کو کامل یقین تھا اور اس کا عبارتوں میں کھلم کھلا اظہار کیا کہ ہو نہیں سکتا کہ تم میرے ساتھ رہو اور خدا کا میرے ساتھ ہونا تمہیں دکھائی نہ دے۔ تم لازماً اللہ تعالیٰ کو میرے ساتھ دیکھ لو گے۔

یہ وہ مرکزی نصیحت ہے جو دراصل صحبت صالحین سے تعلق رکھتی ہے۔ مگر جب انبیاء کی صحبت نصیب ہو جائے تو بڑی شان سے اس حقیقت کو آپ جلوہ گر دیکھیں گے کہ اگر آپ واقعۃً خدا کے ساتھ ہونے کی وجہ سے یا خدا کے قریب ہونے کی خاطر، خدا کے کسی پاک بندے کے قریب ہوئے تو اللہ آپ کو وہاں دکھائی دے گا۔ صبح شام ہر فعل میں خدا ان کے ساتھ دکھائی دے گا۔ چنانچہ بہت سے صحابہ نے اپنے تجربے کو بڑی تفصیل سے لکھا ہے کس طرح ہم پہلے دُور سے ایمان لانے والے تھے جب قریب آئے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ رہے تو اس ساتھ نے زندگی کی کیسی کایا پلٹ دی۔ بیان کرتے ہیں کہ کوئی لمحہ ایسا نہیں گزرتا تھا جب ہم خدا کے فضلوں کی بارش حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نہیں دیکھتے تھے۔

تو فرمایا، "صادق کے ساتھ رہو کہ تقویٰ کی حقیقت تم پر کھلے اور تمہیں توفیق ملے"۔ اس کے ساتھ ہی تقویٰ کی توفیق بھی ملتی ہے۔ جو اچھے لوگوں کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں ان کی نیکی کی توفیق بڑھ جایا کرتی ہے اور جن کو انبیاء کی صحبت نصیب ہو جائے ان کی نیکی کی توفیق تو اس طرح چھلانگیں لگاتی ہوئی آگے بڑھتی ہے کہ صحابہ میں، جنہوں نے بھی صحابہ کو دیکھا ہے، ان کو وہ رنگ دکھائی دے جائیں گے۔ صحابہ اور غیر صحابہ میں بہت فرق ہے۔ اور جنہوں نے صحابہ کے رنگ اختیار کر لئے روحانی صحبت کے لحاظ سے ان میں اور عام انسانوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ پس فرمایا، "یہ حقیقت تمہیں معلوم ہونی چاہئے یہی ہمارا منشاء ہے اور اسی کو ہم دنیا میں قائم کرنا چاہتے ہیں"۔

پس اس پاک تبدیلی کے ساتھ پاک لوگوں کے گروہ بنائیں اور نیک لوگ مل کر بیٹھیں، نیک لوگ مل کر ایک دوسرے میں خدا کے آثار تلاش کریں۔ لیکن ان دعا گو پارٹیوں کی طرح نہ ہو جائیں جو ربوہ میں بھی ایک زمانے میں ہوا کرتی تھیں اور کئی اور جگہ بھی ملتی تھیں۔ کچھ لوگ بظاہر صوفیت کا لبادہ اوڑھ کر وہ چند لوگوں کو بزرگ قرار دیتے تھے، وہ ان کو بزرگ قرار دیتے ہیں، ان کا ایک جتھہ سا بن جاتا ہے اور وہ اکٹھے پھرتے ہیں، سیروں پہ بھی نکلتے ہیں اور شام کو بھی اکٹھے ہوتے ہیں، گھروں میں بھی اکٹھے ہوتے ہیں، مل کر دعائیں کرتے ہیں کہ دیکھو یہ نیکی ہے۔ یہ نیکی نہیں ہے۔ یہ نیکی کی حقیقت سے نا آشنائی ہے۔ **نیکی سیکھنی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے طریق سے سیکھیں اور آپ کی سنت کو اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ذات میں جو دکھایا ہے اس کو قریب سے دیکھیں۔** اگر وہ زمانہ یعنی آنحضرت کا زمانہ دور سے دکھائی دیتا ہے تو اس قریب کے زمانے میں مسیح موعودؑ کو دیکھنے سے وہ بالکل قریب آجائے گا اور اس طرح آخرین کو اولین سے ملا یا جائے گا۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ طریق نہیں تھا کہ چند آدمیوں کی ٹولی بنائی ہوئی ہے۔ بدوں کو بلایا کرتے تھے کہ آپ کی صحبت میں بیٹھیں اور آپ کی صحبت سے رنگ پکڑیں۔ اور بہت سے خام تھے جو اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے آگئے اور جب قریب پہنچے تو پھر خام نہ رہے، ان کے اندر حیرت انگیز پاکیزہ تبدیلیاں پیدا ہوئیں۔ آج بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ صحبت زندہ ہے خدا کے بعض نیک بندوں میں، جنہوں نے اپنے آپ کو دین کے کاموں میں جھونک دیا ہے اور کوئی دکھاوا نہیں، کوئی اپنی بڑائی کا احساس نہیں ہے۔ عام سادہ لوح بندے ہیں جن کو اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ کوئی ان کو نیک سمجھتا ہے کہ نہیں۔ ان کو ایک دھن لگ گئی ہے کہ وہ خود نیک کام کریں اور دین کی خدمت جیسے بھی ہو سکے وہ بجا لائیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کا پھل ہیں۔ پس ان لوگوں سے تعلق بڑھاؤ اور اس طرح تعلق نہ بڑھاؤ کہ پارٹی بن کے الگ ہو جاؤ بلکہ اس طرح تعلق بڑھاؤ کہ اس تعلق کا دائرہ کمزوروں پر بھی پھیلے اور وہ بھی آپ کی صحبت کے رنگ سے رنگین ہونے لگیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں یہی ہمارا منشاء ہے اور اسی کو ہم دنیا میں قائم کرنا چاہتے ہیں۔

ایک دوسری تحریر جس کا عنوان ہے "جماعت احمدیہ کے لئے سب سے ضروری امر" حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں، "ہماری جماعت کے لئے سب سے زیادہ ضروری ہے کہ وہ اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کریں کیونکہ ان کو تازہ معرفت ملتی ہے"۔ اب یہ نکتہ ہے جس کو آپ کو سمجھنا چاہئے۔ آپ کو ہمیشہ تازہ معرفت ملتی ہے۔ کونسی دنیا میں ایسی جماعت ہے جس کو ہمیشہ تازہ معرفت ملتی ہو۔ آپ کے سامنے ہمارے رسائل بھی، ہماری ایم ٹی اے بھی، ہمارے دوسرے ذرائع اور مقررین اور واعظین سارے آپ کو تازہ معرفت عطا کرتے ہیں اور جب بھی آپ استفادے کی خاطر نیک دلی سے ان کے پاس بیٹھیں گے یا ان سے فائدہ اٹھانے کی خاطر آپ اپنے دل کے دروازے کھولیں گے تو یاد رکھیں آپ وہ جماعت ہیں جن کو روزانہ تازہ معرفت ملتی ہے۔ اور تازہ معرفت میں ایک اور بڑا دلچسپ مضمون ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پاک بندوں کو یعنی اس جماعت کو نئے نئے نکات ہمیشہ سمجھاتا رہتا ہے۔

پس تازہ معرفت کے دونوں پہلو ہیں۔ ایک وہ معرفت جو دیکھنے والے اور سننے والے کے لئے تازہ ہی ہوتی ہے چنانچہ بسا اوقات لوگ لکھتے ہیں کہ ان نکات کو سنا ہوا تھا لیکن پوری سمجھ نہیں آئی تھی حالانکہ ہمیشہ سے اسی طرح موجود تھا قرآن میں، لیکن اب یوں لگا ہے جیسے تازہ معرفت ملی ہے۔ پس بعض دفعہ تو تازہ معرفت ایک چیز کی تازہ پہچان سے تعلق رکھتی ہے اور بعض دفعہ نشان کے طور پر آسمان سے اترتی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس دوسری معرفت کا ذکر بھی تازہ معرفت کے الفاظ میں فرمایا ہے۔ اگر ایک شخص اللہ سے تعلق رکھتا ہے تو لازم ہے کہ اس کے اوپر تازہ معرفت اترے اور لازم ہے کہ اگر وہ خود تازہ معرفت اترتی ہوئی محسوس نہیں کرتا تو خدا کے ایسے بندوں کے قریب ہو جن پر وہ تازہ معرفت اترتی دیکھے گا، جان لے گا کہ یہ عرفان اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کئے بغیر ممکن ہی نہیں ہے کہ کسی کے دل پر نازل ہو۔

پس فرماتے ہیں، "سب سے زیادہ ضروری ہے کہ وہ اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کریں کیونکہ ان کو تازہ معرفت ملتی ہے۔ اور اگر معرفت کا دعویٰ کرے کوئی اس پر نہ چلے تو یہ نری لاف گزاف ہی ہے"۔ ساتھ ہی تازہ معرفت کے ساتھ اس عمل کی طرف بھی اشارہ فرما دیا جو معرفت کی پہچان کے لئے ضروری ہے۔ ایک آدمی کہہ سکتا ہے مجھ پر بڑی تازہ معرفتیں اتر رہی ہیں اور کئی ایسے لوگ بے چارے پھر آخر پاگل ہی ہو جایا کرتے ہیں۔ جن پہ تازہ معرفت اترتی ہے ان کے اندر پاک تبدیلیاں بھی تو ہوتی ہیں۔ ان کی بدیاں

جھڑتی ہیں، ان کے اندر تازہ معرفت کے نتیجے میں نئے نئے اعلیٰ اخلاق پیدا ہوتے ہیں۔ پہلے وہ غفلت کی حالت میں بعض برائیوں کو پہچان نہیں سکتے جب تازہ معرفت اترتی ہے تو ان کی آنکھیں ان برائیوں کو دیکھنے لگ جاتی ہیں اور یہ سفر ایسا ہے جو جاری سفر ہے۔ میں اس سے مستثنیٰ نہیں ہوں۔ آپ میں سے کوئی بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔

ہمیشہ انبیاء بھی جب تازہ معرفت اترتی دیکھتے ہیں تو اپنے دل میں نیکی کا ایک نیا رنگ ابھرتا ہوا دیکھتے ہیں۔ پس یہ دائمی سفر ہے ادنیٰ آدمیوں میں تازہ معرفت ان کی برائیوں پر روشنی ڈالتی ہے اور انسان ان برائیوں کو پہچاننے لگتا ہے جو پہلے سے دل میں موجود تھیں اور خیال بھی نہیں ہوتا کہ دل میں موجود ہیں یا ہماری عادتوں میں موجود ہیں یا ہمارے کہنے میں موجود ہیں لیکن موجود ہوتی ہیں اور انبیاء کی تازہ معرفت ان کی خوبیوں میں ترقی کرنے کا موجب بن جاتی ہے۔ پس تازہ معرفت تو ہمیشہ پھل دکھائے گی اور ہمیشہ ایسا اثر انسان پر چھوڑے گی جس کے نتیجے میں وہ کچھ نہ کچھ تبدیل شدہ وجود دکھائی دے۔ پس وہ سارے لوگ جو دعوے کرتے ہیں اور مجھے بھی بعض دفعہ لکھتے رہتے ہیں کہ ہم تو بڑے صاحب عرفان ہیں ہم پر تازہ معرفت اترتی ہے یا لفظ یہ استعمال نہ بھی کریں تو مضمون یہی ہوتا ہے۔ ان کو بسا اوقات یہ لکھتا ہوں، سمجھتا ہوں کہ بھئی اس تازہ معرفت نے تمہارے اندر کیا تبدیلی پیدا کی؟ کیا پہلے سے بہتر انسان بن گئے ہو۔ اگر اس کی پروا ہی کوئی نہیں، تم سمجھتے ہو کہ تم انعامات کے وارث بنائے جا رہے ہو تو حد سے زیادہ جہالت ہے۔ یہ خدا سے دوری کا نام ہے، معرفت اس کو نہیں کہا کرتے۔

پس تازہ معرفت کی پہچان جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی یہ ہے، "اگر معرفت کا دعویٰ کر کے کوئی اس پر نہ چلے تو یہ نری لاف گزاف ہی ہے۔ پس ہماری جماعت کو دوسروں کی سستی غافل نہ کر دے"۔ اب یہ بھی عجیب کلام ہے کہ اس کا تعلق کیا ہوا۔ "پس ہماری جماعت کو دوسروں کی سستی غافل نہ کر دے اور اس کو کاہلی کی جرأت نہ دلا دے"۔ اب جن لوگوں کو نیک سمجھ کر آپ ان کے قریب ہوتے ہیں اگر ان کے اندر سستی پائی جاتی ہے تو وہ سستی کہیں آپ کو بھی غافل نہ کر دے۔ آپ سمجھ رہے ہیں کہ وہ ولی اللہ اور بزرگ ہیں اور ان کا قرب آپ کے اندر پاک تبدیلی نہیں کرتا، یہ مراد ہے کہ اس صورت میں ان کی سستی آپ کو غافل کر دے گی۔ اور امر واقعہ یہ ہے کہ ہم نے بہت سے ایسے بزرگی کے بُت دیکھے ہیں جن کو بہت لوگ چاہتے اور ان کی عظمت کرتے ہیں مگر اپنی کسی نفسانی خواہش، اپنی کسی ذاتی ضرورت کو پورا کرنے کی خاطر اور مثالیں یہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی دعا سے ہمارا یہ کام ہو گیا، ان کی دعا سے ہمارا یہ کام ہو گیا۔ ایسا کام ہونا جو آپ کو اللہ سے غافل رکھے اور اپنی حالت میں پاک تبدیلی کی طرف توجہ نہ دلائے یہ وہ کاہلی اور سستی ہے کہ بظاہر ایک نیک آدمی کو آپ دیکھ رہے ہیں لیکن آپ کے اندر وہ پاک تبدیلی نہیں پیدا کرتا۔ اس کے لئے یہی کافی ہے کہ آپ اس کا عزت اور احترام سے ذکر کرتے ہیں اور یہی کافی ہے کہ آپ یہ مشہور کریں کہ اس کی دعا سے یہ کچھ ہو گیا۔ اب میرے تعلق میں بھی جب آپ یہ مشہور کرتے ہیں کہ 'اس کی دعا سے' تو مجھے بڑا ڈر لگتا ہے۔ میں تو ہمیشہ سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں کہ میری دعا سے اگر کچھ ہوا ہے اور آپ خدا کے قریب نہیں آئے جس نے آپ کو عطا کیا ہے تو آپ کی جہالت ہے اور آپ کی یہ تعریف میرے لئے مذمت ہے اور مجھے خوف دلانے والی ہے، خوشی دلانے والی نہیں۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان تحریروں کو غور سے دیکھیں "اور اس کو کاہلی کی جرأت نہ دلا دے" جب لوگ ایسے لوگوں پر اپنا بوجھ ڈالتے ہیں کہ وہ دعا کر دیں گے ہم ٹھیک ہو جائیں گے ان کو لازماً کاہلی کی جرأت ہوتی ہے۔ وہ کہتے ہیں ہمارے لئے دعا کرنے والا موجود ہے ہمیں اپنے اعمال کو نیک بنانے کی ضرورت کیا ہے۔ وہ کھلے لفظوں میں کہیں نہ کہیں لیکن ان کی زندگی آپ کو دکھا دے گی وہ تذکرے تو کریں گے کہ فلاں کی دعا سے یہ ہو گیا، فلاں کی دعا سے یہ ہو گیا۔ ہمیں کینیڈا بیٹھے یہ معاملہ حل ہو گیا، فلاں انٹرویو میں کامیاب ہو گئے لیکن اپنے نفس پر غور کریں کیا اللہ کے انٹرویو میں بھی وہ کامیاب ہوئے ہیں کہ نہیں؟۔ کیا ان کے اندر اللہ کے ان احسانات نے پاک تبدیلی پیدا کی ہے کہ نہیں؟ اگر نہیں کی تو یہ محض لاف و گزاف ہے۔

پس اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو لاف و گزاف کی زندگی سے نجات بخشے اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نیکیوں کی گہرائی میں اتر کر تعریف فرماتے ہیں اس تعریف کو سمجھ کر اپنے اندر پاک تبدیلی کی توفیق عطا فرمائے۔

☾☾☾......☾☾☾

اپنے علم کا فیض دوسروں تک پہنچائیں

اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا بھر میں مختلف علوم کے سینکڑوں ماہرین جماعت احمدیہ میں پائے جاتے ہیں۔ اگر وہ اپنے مخصوص علم کے حوالے سے ہی الفضل کے لئے ٹھوس، مفید، علمی اور تحقیقی مضامین لکھ کر بھجوائیں تو اس سے اخبار کی افادیت میں اضافہ ہوگا۔

(مدیر)

بقیہ: خطبہ جمعہ از صفحہ اول

تلاوت کی اور فرمایا کہ آج ربوہ میں جماعت ہائے احمدیہ پاکستان کی مجلس شوریٰ منعقد ہو رہی ہے اور ان کی یہ خواہش تھی کہ حسب سابق میں براہ راست ان کی مجلس شوریٰ سے خطاب کروں۔ حضور نے فرمایا کہ اللہ کے فضل سے مجلس شوریٰ بغیر کسی انقطاع کے میری غیر حاضری میں اسی طرح جاری رہی ہے اگرچہ دقتیں تھیں اور ہیں اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ کب تک رہیں گی۔ حضور نے خطبہ کے آغاز میں تلاوت کردہ آیت کریمہ سے متعلق فرمایا کہ یہ آیت کریمہ بارہا نہ صرف پاکستان کی مجلس شوریٰ پر بلکہ دیگر ممالک کی مجالس شوریٰ کے موقعہ پر بھی تلاوت کی گئی ہے مگر ہر دفعہ اللہ تعالیٰ نئے نکتے سمجھا دیتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کے متعلق یہاں فرمایا ہے کہ ﴿فَبِمَا رَحۡمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنۡتَ لَهُمۡ......﴾ یعنی تو اللہ کی رحمت کی وجہ سے ان کے لئے نرم ہوا ہے۔ دوسری جگہ آنحضرتؐ کو رحمۃ للعالمین قرار دیا۔ سوال یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی بنی نوع انسان سے محبت آج کیسے ہمیں ایک لڑی میں پرو سکتی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ دراصل آنحضرتؐ کی دعائیں ہیں جن کے نتیجہ میں وحدت ممکن ہے۔ حضور نے فرمایا کہ حضرت اقدس محمدؐ رسول اللہ کی پیروی کرتے ہوئے اور آپ کی جو دعائیں ہماری مددگار ہیں ان دعاؤں کی ہواؤں کے رخ پر اگر ہم چلیں گے تو کامیاب ہونگے اور دوسرے یہ کہ ذاتی طور پر جو ہم میں سے کسی دائرے میں کسی کا نگران ہے اس کا فرض ہے کہ ان کے لئے دعائیں کرے۔ پس مجلس شوریٰ پاکستان کو خصوصاً موجودہ حالات میں اس نکتے کو یاد رکھنا اور اس کے مطابق عمل کرنا نہایت ضروری ہے کیونکہ جہاں بھی جماعت کو اللہ کے فضل سے نمایاں کامیابیاں نصیب ہوتی ہیں، وہاں مخالف ہوائیں بھی چل رہی ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے پاکستان کے نہایت نازک اور خطرناک حالات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا نے ایم ٹی اے کے ذریعہ مخالفوں کی کوششوں کا جواب دیا ہے۔ یہ بات بھی آنحضرتؐ کی دعاؤں سے نمودار ہوئی ہے۔ دنیا میں کسی جماعت کو یہ توفیق نہیں ملی کہ ۲۴ گھنٹے اس کی آواز اسلام کے متعلق غلط فہمیاں دور کرنے اور اسلام کی حقیقت اور فضیلت کو بیان کرنے میں مصروف ہو۔ حضور نے فرمایا کہ ایم ٹی اے کو عام کرنے کے لئے جماعت نے بہت کوشش کی اور اب تک بھاری تعداد میں جماعتوں کو ایم ٹی اے کے انٹیناز مہیا ہیں۔ یعنی وہ آواز، خلیفہ وقت کی آواز جو ان کو باندھنے کے لئے ممد ہو سکتی تھی وہ اب ہر روز بلاناغہ ان تک پہنچ رہی ہے۔ یہ اللہ کا بہت بڑا احسان ہے لیکن اس کے ساتھ ہی جو مشکلات پیدا ہو رہی ہیں ان پر بھی غور کرنا ہوگا۔ حضور انور نے اس پہلو سے احباب جماعت کو فرمایا کہ حکمت عملی کو بہتر بنائیں اور انتظامی لحاظ سے مستعد ہو جائیں۔

حضور ایدہ اللہ نے آیت کریمہ کے حوالے سے فرمایا کہ اس میں نرمی کا جو پہلو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے تعلق میں بیان کیا گیا ہے اس کا لازمی نتیجہ ہے کہ فَاعۡفُ عَنۡهُمۡ وَاسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ۔ کہ چونکہ ابھی مومنوں کی تربیت نہیں ہوئی۔ ان سے غلطیاں ہونگی اس لئے اس وقت ان سے نرمی کا اور عفو کا سلوک کرنا اور ان کے لئے بخشش طلب کرنا۔ حضور نے فرمایا کہ اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ آنحضرتؐ خدا کی تعلیم کو نافذ کرنے کی خاطر ان لوگوں سے ناراض نہیں ہوتے تھے جو منہ سے تو غلامی کا دعویٰ کرتے تھے مگر غلامی کے تقاضے پورے نہیں کرتے تھے۔ آپ کی ناراضگی میں ایک عزم پایا جاتا تھا جو دل کی نرمی کے برعکس کام کرتا تھا۔ آپؐ کی ناراضگی اللہ کی خاطر تھی اور ایسے دل سے اٹھ رہی تھی جو نرم تھا۔ ناراض ہوتے تھے تو دل میں درد محسوس کرتے تھے۔

حضور نے فرمایا کہ عفو کافی نہیں جب تک ان کے لئے بار بار استغفار نہ کیا جاوے۔ اس میں یہ مضمون ہے کہ پہلے ان کی صفائی کرو، پاک کرو اور اس لائق بناؤ کہ وہ مشورہ دے سکیں پھر ان کو مشورہ کے لئے بلاؤ۔ حضور نے مجلس شوریٰ کو نصیحت فرمائی کہ جو بھی کارروائی وہاں ہو اسے اپنے دل میں سمیٹیں اور واپس جا کر اپنے گاؤں، جماعتوں میں اسی قسم کی مجلس شوریٰ بنائیں اور کوشش کریں کہ جماعت کا ہر فرد اس میں شامل ہو۔

حضور نے فَاِذَا عَزَمۡتَ فَتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰهِ کے حوالے سے فرمایا کہ جب فیصلہ ہو جائے تو پھر عزم کے ساتھ اس پر عمل کرنا۔ آنحضرتؐ کا عزم کسی انا کی بنا پر نہیں تھا، آپ کا عزم یہ ظاہر کرتا تھا کہ محمدؐ رسول اللہ کا اللہ پر کامل ایمان ہے اور وہ جو بھی عزم کرتے ہیں اس کی رضا کی خاطر کرتے ہیں اور جس کی رضا کی خاطر کرتے ہیں وہ بڑا طاقتور ہے۔

حضور نے پاکستان میں جماعت کی مخالفت اور مخالفین کی کوششوں کے حوالے سے فرمایا کہ تمہاری ناجائز مخالفت ہمارے جائز عزم کی راہ نہیں روک سکتی۔ یہ باریک رستہ ہے اس کے تقاضے بہت سے لوگ پورے نہیں کر سکتے۔ ان میں توازن رکھنا عقل اور فراست کو چاہتا ہے اور اس عقل اور فراست کو چاہتا ہے جو ایمان اور تقویٰ کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ سارے پاکستان کی جماعتیں حضرت مسیح موعودؑ کے تقویٰ کے معیار پر پوری اترنی چاہئیں۔ کثرت کے ساتھ ایسی جماعتیں ہیں جن میں صاحب تقویٰ اکثریت میں نہیں ہیں۔ اس کے خلاف جہاد ضروری ہے اور یہ جہاد آنکھیں کھولے بغیر ممکن ہی نہیں۔ حضور نے فرمایا کہ جو چھوٹے چھوٹے وراثت کے جھگڑے چل رہے ہیں یہ بھلا متقیوں میں بھی ہو سکتے ہیں!؟

حضور نے فرمایا کہ پاکستان میں مولوی کو یہ غم ہے کہ یہ پھیل رہے ہیں اور مجھے یہ غم ہے کہ کیا وہ آنے والے واقعۃً اس لائق ہیں کہ احمدیت کی آغوش میں آجائیں۔ حضور نے فرمایا کہ جب بھی کسی احمدی کو انہوں نے توڑا ہے وہ نیک نہیں ہوا بلکہ بد سے بدتر ہوا اور دیانت، امانت ہر نیکی سے چھٹی ہو گئی۔ حضور نے فرمایا کہ جن لوگوں کو بھی احمدی بناتے ہیں ان کی احمدیت کی فکر کریں۔ ان کو احمدی بنا کر احمدی کر دکھائیں۔ حضور نے فرمایا کہ آئندہ تمام تبلیغی پروگراموں میں لازم ہوگا کہ جو احمدی کامیاب تبلیغ کا دعویٰ کرتا ہے پہلے اس کا حال دیکھیں کیا وہ خود چندوں میں اور باجماعت نماز میں شمولیت میں تیز ہے؟۔

خطبہ کے آخر پر حضور انور نے شوریٰ سے متعلق آنحضرتؐ کی ایک حدیث بھی سنائی اور اس کے مضامین کی لطیف اور خوبصورت تشریح کرتے ہوئے بتایا کہ آنحضرتؐ کثرت سے مشورے لیا کرتے تھے اور صحابہ بھی آپ سے کثرت سے مشورے کرتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ جب تجھ سے اے رسول: مومن کوئی مشورہ کریں تو پھر انہیں اختیار نہیں کہ تیرے مشورہ کے خلاف چلیں۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ آنحضرتؐ سب سے زیادہ اس بات کو جانتے تھے کہ کس کام میں اللہ تعالیٰ کی رضا شامل ہے۔ اس لئے آپ کی رائے کو ہی فوقیت حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ گو مشورہ لیتے تھے مگر دوسروں کے مشورہ کے پابند نہیں تھے۔

مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ کے زیر اہتمام

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ انگریزی دان احباب کی

مجلس سوال و جواب

(رپورٹ مرتبہ: بشیرالدین احمد سامی، نمائندہ الفضل انٹرنیشنل، برطانیہ)

مورخہ ۲۹ مارچ ۱۹۹۸ء محمود ہال لندن میں مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ کے زیر اہتمام حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ انگریزی دان احباب کی ایک مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی۔ جس کی کارروائی کا آغاز مکرم ڈاکٹر افتخار احمد ایاز صاحب، امیر جماعت احمدیہ برطانیہ کی زیر صدارت تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم حافظ فضل ربی صاحب نے کی اور انگریزی ترجمہ مکرم ابراہیم نونن صاحب نے پڑھا۔ اس کے بعد مکرم ولید احمد صاحب قائم مقام صدر خدام الاحمدیہ برطانیہ نے جماعت احمدیہ کی خدمات اور اعتقادات پر مختصر تعارف پیش کیا۔

چھ بجے شام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز شریف لائے اور سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا۔ سیرالیون میں احمدیت کی گرانقدر خدمات کے حوالے سے ایک افریقن دوست نے سوال کیا کہ احمدی مسلم جبکہ ایمان و عمل میں چنیدہ جماعت میں شمار ہوتے ہیں تو پھر انہیں پاکستان میں غیر مسلم کیوں قرار دیا گیا ہے؟ حضور انور نے فرمایا کہ اس لئے کہ وہ اللہ کے چنیدہ بندے ہیں۔ اور چنیدہ بندوں کو فرسودہ اعتقادات کے لوگ ہمیشہ ہی اپنے سے باہر رکھتے ہیں۔ جیسا کہ یہودی فرقوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی جماعت کو اپنے سے علیحدہ کر دیا تھا۔ یہ بدسلوک اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ بندوں کے ساتھ ہوتا چلا آیا ہے۔

افغانستان میں تشدد پسندانہ مذہبی رجحانات کے بارے میں جماعت احمدیہ کا کیا ردعمل ہے؟ حضور نے فرمایا کہ افغانستان میں خدا تعالیٰ کی وحدانیت سے ایمان اٹھ چکا ہے۔ اور طالبان جیسی تنظیموں نے سر اٹھا رکھا ہے۔ جس کا وہ خمیازہ بھگت رہے ہیں۔ جہاں تک احمدیوں کا تعلق ہے بفضل تعالیٰ ان کے فکری رجحانات میں کوئی تضاد نہیں، کوئی اختلاف نہیں۔ وہ ساری دنیا میں فکری وحدت کے حامل ہیں۔

ایک دوست نے سوال کیا کہ حضرت مرزا صاحب کے مسیح اور مہدی ہونے میں کیا صداقت ہے؟ اور ان کے معجزات کیا ہیں؟ حضور انور نے فرمایا کہ مہدی کی سچائی کی شہادت کے طور پر دو آسمانی نشان چاند اور سورج کا گرہن ایسا خارق عادت معجزہ ہے جو خدا تعالیٰ نے دنیا کے دونوں حصوں میں ظاہر فرمایا۔ ایسی عظیم الشان آسمانی نشان کی شہادت کا ظہور کائنات کی تخلیق سے اب تک پہلے کبھی بھی کسی کے حق میں نہیں ہوا۔

ایک سوال یہ ہوا کہ عیسائی سے مسلمان کی شادی ہو سکتی ہے؟ حضور نے فرمایا ہو سکتی ہے لیکن اس پابندی کے ساتھ کہ مسلمان لڑکا عیسائی لڑکی سے شادی کر سکتا ہے لیکن مسلمان لڑکی عیسائی لڑکے سے شادی نہیں کر سکتی۔ کیونکہ اس میں کئی قسم کی معاشرتی مشکلات پیدا ہونے کا احتمال ہے۔

حضور انور سے پوچھا گیا کہ سنگین سزا کے بارے میں اسلام کا کیا تصور ہے؟ حضور نے فرمایا کہ اسلام جرائم اور برائی کے پھیلنے کی بھرپور روک تھام کرتا ہے۔ جہاں تک قتل کی سزا قتل کا تعلق ہے یہاں حکومت کو سزا معاف کرنے کا اختیار نہیں۔ اس کی حیثیت محض تھرڈ پارٹی کی رہ جاتی ہے۔ البتہ ورثاء کو اختیار ہے کہ وہ چاہیں تو اپنے حق کو استعمال کریں یا نہ کریں۔

کسووا (Cossowa) سے آئے ہوئے ایک دوست نے اپنے ملک کے حالات کے بارے میں مشورہ طلب کیا۔ حضور انور نے فرمایا کہ اس سلسلہ میں پہلے سے ہی رہنمائی کی جا چکی ہے۔ جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے وہ بفضلہ تعالیٰ اپنی ذمہ داریوں سے پوری طرح سے آگاہ ہے اور ان سے عہدہ برآ ہونے کی بھی ہر ممکن کوشش کرتی رہتی ہے۔

Cossowa کے بارے میں دوسرا سوال یہ ہوا کہ وہاں کے لوگ اسلام سے اتنا دور کیوں ہیں۔ اور انہیں قریب کیسے لایا جا سکتا ہے؟۔

حضور نے فرمایا یہ سب کچھ مسلم طاقتوں کے پھیلائے ہوئے غلط اثر و رسوخ کا نتیجہ ہے جب کہ اسلام محض نام ہی نہیں بلکہ اس کی اقدار بھی ہیں جن کو اپنانا چاہئے۔ یہی کمزوری ہے جو انہیں اسلام سے دور لے جا رہی ہے۔

احمدیوں کے بارہ میں مولویوں کے متعصبانہ رویہ کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق ایسا ہی ہونا تھا۔ آپؐ نے فرمایا تھا کہ میری امت کے ۷۲ فرقے ہو جائیں گے۔ اور کوئی بھی راہ راست پر نہیں ہوگا۔ مگر صرف ۷۳ ویں جماعت ہوگی جو صحیح راہ پر گامزن ہوگی۔ اور یہ ۷۳ واں کوئی فرقہ نہیں کہلائے گی بلکہ جماعت کہلائے گی اور آنحضرت ﷺ نے اس جماعت کی پہچان یہ بتائی تھی کہ وہ میرے جیسے ہونگے اور میرے ماننے والوں جیسے ہونگے۔ اس بارہ میں حضور انور نے ان مشابہتوں کا ذکر فرمایا جو احمدیوں پر کلمہ طیبہ پڑھنے سے روکنے، نماز سے روکنے، مساجد کی تعمیر سے روکنے اور حج پر پابندی وغیرہ کے سلسلے میں حکومت پاکستان اور سعودی عرب کی ملی بھگت سے لگائی گئی ہیں اور بتایا کہ یہی پابندیاں کفار مکہ نے آنحضرت ﷺ پر اور آپ کے ماننے والوں پر لگائی تھیں۔ یہاں تک کہ خانہ کعبہ اللہ تعالیٰ نے جس کے لئے تعمیر کیا تھا اسی کو حج سے روک دیا گیا۔ اسی طرح حضرت بلالؓ پر کلمہ طیبہ پڑھنے سے جس قدر مظالم اور تشدد ہوئے وہ تاریخ کا حصہ ہیں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا واضح ثبوت ہو سکتا ہے۔

ایک افریقن دوست نے سعودی عرب کے پھیلائے ہوئے اسلام کی فوقیت کے حوالے سے جماعت احمدیہ سے اختلاف کا ذکر کیا تو حضور نے فرمایا کہ سعودی نظریات اسلام پر اتھارٹی نہیں ہیں۔ اسلام پر اتھارٹی قرآن و سنت کی ہے۔ حضور انور نے سعودی اثر و رسوخ، ان کے مزاج، ان کی سیاسی اناؤں اور ذاتی مفاد سے بھری ہوئی داستان تاریخ کے حوالہ سے بیان کرتے ہوئے بتایا کہ کس طرح انہوں نے انگریزوں کے قدموں میں سر رکھ کر اپنی طاقت کو قائم کئے رکھا اور اب وہ امریکہ کے سامنے سرنگوں ہیں۔ اور ان کی خوشنودی کے لئے سب کچھ کرتے ہیں۔ ان کے اس رویہ سے بھلا اسلام کا کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ ان کی نام نہاد اسلام پسندی کا تو یہ حال ہے کہ دس غیر مسلم عیسائی طاقتوں اور دس مسلم حکومتوں کی مدد سے ایک مسلم ریاست عراق کے خلاف "جہاد" کیا۔ کیا اسلامی جہاد اسی کا نام ہے جو عیسائی طاقتوں کے بل بوتے پر کیا جائے؟ پس سمجھنا چاہئے کہ سعودی اسلام کے محافظ نہیں ہیں۔ اور نہ ہی ان کی کوئی حیثیت ہے۔ خود ان کے لوگوں نے ان کے اس رویہ کی مذمت کی ہے۔

ایک دوست نے سوال کیا کہ مہدی کے کئی دعویدار رہے ہیں۔ ایسے میں اصل مہدی کا کیا مقام ہے؟ نیز یہ کہ آنحضرت ﷺ اور حضرت مرزا صاحب کے درمیانی عرصہ میں کوئی نبی کیوں نہیں آیا؟ حضور انور نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آنحضرت ﷺ کے درمیانی عرصہ میں کوئی نبی نہیں تھا۔ اسی طرح پیشگوئی کے مطابق حضرت مرزا صاحب کے وقت تک درمیانی عرصہ میں کوئی نبی مقدر نہیں تھا۔

اس کے علاوہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسمانی رفع اور دوبارہ نزول کے بارہ میں بھی سوال ہوا۔ نیز یہ بھی سوال ہوا کہ دجال سے مراد کیا مغربی طاقتیں ہیں؟ حضور انور نے فرمایا کہ دجال کے ظہور سے پہلے ایک گدھے کی تمثیل بیان ہوئی ہے اور اس کی خصوصیات بھی بیان ہوئی ہیں کہ دجال کا ایک ایسا گدھا ہوگا جو آگ کا ایندھن کھائے گا اور فضا میں اس کی صورت کچھ اور ہوگی۔ سمندر میں اور ہوگی اور سطح زمین پر کچھ اور۔ پس آج کی ایجاد شدہ سب سواریوں پر نظر ڈالیں تو اس کے موجد کے طور پر مغربی طاقتیں ہی سامنے آتی ہیں۔

آخر میں ایک نوجوان نے سوال کیا کہ جب سے میں احمدی ہوا ہوں بفضلہ تعالیٰ تبلیغ سے کئی ایک کو احمدی بنایا ہے۔ لیکن اس جہاد میں بہت سی مشکلات ہیں ان کا کیا حل ہے؟ حضور نے فرمایا کہ اس بارہ میں اللہ تعالیٰ سے راہنمائی حاصل کرنی چاہئے۔ اور دعاؤں سے کام لینا چاہئے۔ جس کے لئے آپ کام کر رہے ہیں آپ دعا کریں گے تو وہ ضرور آپ کی مشکلات دور فرمائے گا۔ ڈیڑھ گھنٹہ کی یہ پرلطف مجلس سوال و جواب بالآخر بیعت پر اختتام پذیر ہوئی جس میں ۲۰ دوستوں نے حضور انور ایدہ اللہ کے دست مبارک پر بیعت کر کے امت مسلمہ احمدیہ میں شرکت فرمائی۔ (اس مجلس سوال و جواب کا یہ بہت مختصر تعارفی خلاصہ ہے۔ بلاشبہ یہ ویڈیو ریکارڈڈ تقریب عیسائیوں اور مسلمانوں کے ۷۲ فرقوں کے لئے مدلل عام فہم لہجے میں بیان فرمودہ تبلیغی مخزن ہے۔ اصل آڈیو/ویڈیو کیسٹس کے حصول کے لئے شعبہ سمعی بصری یوکے سے رابطہ کریں۔)

بقیہ: تصدیق براہین احمدیہ از صفحہ ۴

براہین احمدیہ" کی صورت میں علوم و معرفت کا ایک اور خزانہ مل گیا۔ تکذیب کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول حکیم مولوی نورالدین صاحبؓ نے جو کتاب لکھی۔ اس کا نام "تصدیق براہین احمدیہ" رکھا گیا۔ یہ کتاب ۱۸۹۰ء میں لکھی گئی اور اس کے ساتھ جلد اول لکھا گیا۔ شاید تکذیب براہین احمدیہ میں شامل ضمیمہ جات کے پیش نظر یا چونکہ وہ بھی جلد اول تھی اور اس کے دوسرے حصے کے جواب کے لئے اسی پر بھی جلد اول لکھا گیا ہو کہ جب اس کا دوسرا حصہ شائع ہوگا تو ہم اس کا دوسرا حصہ شائع کریں گے۔ تصدیق براہین احمدیہ کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۲۳ء میں شائع ہوا۔ اور خاکسار کے علم کے مطابق ابھی تک اس کے دو ایڈیشن ہی ہیں (واللہ اعلم بالصواب) ان میں سے ایک ایڈیشن کی کتاب کے صفحات ۲۱۶ ہیں اور دوسرے کے ۳۴۴ صفحات ہیں۔ لیکن صفحات کا یہ فرق مضامین کا اضافہ یا کمی کی وجہ سے نہیں بلکہ صرف طرز کتابت کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ ایک ایڈیشن میں اس کی کتابت بہت کھلی کھلی اور ذرا جلی حروف میں ہے۔

حضرت حکیم مولانا نورالدین (خلیفۃ المسیح الاولؓ) کی کتاب "تصدیق براہین احمدیہ" میں 'تکذیب براہین احمدیہ' میں اٹھائے گئے سوالات و اعتراضات کا صفحہ بہ صفحہ جوابات دیتے ہوئے "تکذیب" کے سو صفحات کا جواب دیا گیا ہے۔ اس کتاب کے زبردست علمی اور تحقیقی مضامین کا قدرے تفصیلی جائزہ لینے سے قبل اجمالاً اس کے مضامین کا تذکرہ کیا جانا مناسب معلوم ہوگا تاکہ تصدیق کے مضامین کا ایک سرسری سا نظارہ قارئین کے سامنے آسکے۔

آپ نے اس میں ہندوستان، ایران اور عرب کی روحانی حالت کا نقشہ بیان کیا ہے۔ اور شرک کے بدنتائج کا تذکرہ فرمایا ہے۔ قرآن کریم کے مناظروں اور بحث مباحثہ کے متعلق اصولی تعلیم، لفظ معجزہ کی لغوی بحث اور آنحضرت ﷺ کے معجزات، اسلام میں جبر و اکراہ اور نعمائے بہشت پر اعتراضات کا جواب، قرآن اور وید کے احکامات جنگ کا موازنہ، قرآن پر کتب سابقہ کے اقتباس کا اعتراض اور اس کا جواب، یاجوج ماجوج اور ذوالقرنین کی پرمعارف تفسیر، ارواح کے قدیم اور غیر مخلوق ہونے پر ناقابل تردید دلائل اور روح کی تفصیل و تفسیر، اللہ تعالیٰ کی صفات بیان فرمودہ قرآن کریم پر اعتراضات کے جواب، آدم کی تخلیق کے قصہ اور اس کی جنت کے متعلق عرفان انگیز تحقیق، وجود باری تعالیٰ اور اس کے دلائل، گوشت خوری اور جانوروں کے ذبح کرنے پر اعتراض اور اس کا حکیمانہ و عالمانہ جواب، مالک یوم الدین اور سورۃ النجم کی پرمعارف تفسیر اور معترض کے اعتراض کا جواب، قرآن مجید کی مختلف آیات پر اعتراضات کے جوابات، مسلمانوں پر غیر مذاہب والوں کی کتب جلا دینے کا اعتراض اور اس کا جواب، پھر قرآن مجید کے مضامین کا اجمالی خاکہ کا بیان ہے اور اس کے علاوہ ضرورت قرآن پر تفصیلی مقالہ اس کتاب کا حصہ ہے جو مصنف 'تکذیب' اور اس کے حامیوں کے لئے ایک ناقابل تردید دلائل سے مرصع و مسجع مضمون ہے۔ کتاب کے آخر پر وید کی قدامت اور دیگر مختلف اعتراضات کے جواب بطور یادداشت کے ہیں۔

کتاب کا آغاز ایک انٹروڈکشن سے ہوتا ہے جو اپنی ذات میں ایک جامع مانع مضمون ہے کہ صرف اسی مضمون کو تعصب سے پاک نظر سے دیکھنے سے دل کے پردے خود بخود اترنے شروع ہو جاتے ہیں۔ قرآن مجید اور صاحب قرآن آنحضرت ﷺ کی تعلیمات کی فضیلت کا اقرار کئے بغیر چارہ نہیں رہتا۔

اس میں آپ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ اضداد کا مقابلہ تو ہمیشہ ہوتا چلا آیا ہے۔ سعید اور شقی، مومن اور کافر کا جھگڑا تواتر سے ہو رہا ہے۔ اور ان میں سے ایک بالآخر فتحیاب ہوتا ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ گو ہر بار مدمقابل نئے روپ، نئی زبان اور نئے ہتھیاروں سے لیس ہو کر میدان میں اترتے ہیں مگر دراصل دعویٰ وہی پرانا ہے۔ اور آدم اور شیطان کا پرانا اور ابتدائی واقعہ ہی دراصل ایک نئے رنگ میں دہرایا جا رہا ہوتا ہے۔ اور اس ساری صورت حال میں یہ بات فروگذاشت کے قابل نہیں ہے کہ ایک گروہ کمزور، ناتجربہ کار اور غرباء پر مشتمل ہوتا ہے اور یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ گروہ بہرحال پسپا اور ناکام ہوگا لیکن انجام کار دنیا دیکھتی ہے کہ یہ حقارت کی نگاہ سے دیکھا جانے والا گروہ حیرت انگیز کامیابی اور فتح سے ہمکنار ہوتا ہے اور یہ عجیب و غریب راستی کا معیار ہے اور یہی ہمیشہ ہر ملک میں تعجب انگیز اور راحت بخش معجزہ اور الٰہی نشان ہے۔

حضرت حکیم مولانا نورالدین (خلیفۃ المسیح الاولؓ) نے اس کتاب میں ہندوستان، ایران اور عرب کے تمدنی، اخلاقی اور روحانی حالت کی ابتری کا نقشہ کھینچتے ہوئے اس کے بالمقابل آنحضرت ﷺ اور قرآن کی فضیلت کو بڑے واضح انداز سے ثابت کیا ہے۔ مثلاً آپ فرماتے ہیں:

"حضور علیہ السلام نے ایسے وقت جب تمام دنیا پر روحانی تمدنی اور اخلاقی حالت کی نسبت ظلمت اور تاریکی چھائی ہوئی تھی اور دنیا کے لوگ گم کردہ راہ بھول میں مبتلا تھے۔ آفتاب کی مانند طلوع فرما کر راہنمائی کا بیڑا اٹھایا اور لگے لوگوں کو ظلمات سے نور کی طرف۔ خدا کے واسطے ذرا غور تو کرو۔ اس سراج منیر کی نورافشانی کے وقت تمام آباد دنیا کا کیسا حال تھا"۔

(باقی آئندہ شمارہ میں انشاء اللہ)

جماعت احمدیہ کا عظیم کارنامہ کسر صلیب اور عیسائی حلقوں کا ردعمل

(دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت)

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ نے ایک صدی سے پولوسی مذہب کے خلاف زبردست عالمی جدو جہد شروع کر رکھا ہے جس کا ردعمل عیسائی حلقوں کی طرف سے وقتاً فوقتاً منظر عام پر آتا رہتا ہے۔ اس سلسلہ میں ایک نمونہ ایل بیون جونز بی۔ اے (ویلز) بی۔ ڈی۔ (لندن) کی کتاب "اہل مسجد" سے پیش کیا جاتا ہے۔ یہ عیسائی فاضل اور مصنف "نیا مجادلہ" کے زیر عنوان جماعت احمدیہ کی نسبت حسب ذیل الفاظ میں گوہر افشانی فرماتے ہیں:

"اسلام کی نئی حمایت کے ساتھ ساتھ گزشتہ صدی کے آخری حصہ میں ایک نیا مجادلہ مسیحیت کی صریح مخالفت کے مقصد سے ظہور پذیر ہوا۔ یہ امر محتاج بیان نہیں کہ نئے مجادلہ کا آغاز نہ تو سر سید احمد نے اور نہ ہی ان کے ہم خیال لوگوں نے کیا......... ان احمدیوں نے عام طرز کے دلائل کے ذریعہ مسیحیت کو غیر معتبر ثابت کرنے کی بھی کوشش کی ہے کہ جن خیالات میں پھر انتہا پسند خیالات کے مغربی نکتہ چینیوں کا اثر پایا جاتا ہے۔ مثلاً یہ کہنا کہ مسیحی مذہب کا موجد مسیح نہیں بلکہ پولوس ہے اور کہ کلیسا کے رسوم اور اس کے تہواروں سے پتہ لگتا ہے کہ مسیحیت کا ماخذ بت پرست مذاہب ہیں اور رومیوں اور یونانیوں کے قدیم مذاہب کا اثر اس میں اب تک موجود ہے اور یہ کہ مسیحیت کا مقصد ہرگز یہ نہیں تھا کہ یہ ایک عالمگیر مذہب مانا جائے۔ چنانچہ خود مسیح نے اپنی خدمات اسرائیل کے گھرانوں تک ہی محدود رکھیں۔ پھر وہ اعتراض کرتے ہیں کہ مغربی ممالک کے گرجوں کی عبادتوں میں لوگوں کی تعداد کا کم ہونا مسیحیت کے اثر کے زائل ہونے کی دلیل ہے اور جماعتی حالات بھی مورد الزام ٹھہرائے گئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ عورتوں کی حیثیت اور طلاق کی کثرت سے خصوصاً امریکہ کے ممالک متحدہ میں جیسی کچھ کہ حالت ہے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان عورتوں کی حالت زیادہ اچھی ہے اور کہ بہر حال بدکاری کا قانوناً جائز ٹھہرا لینا اسلامی شریعت کیفر ازدواجی کو جائز قرار دینے سے کہیں بدتر ہے وغیرہ۔

احمدیوں کا بیان ہے کہ مسیحی مبلغوں کی غلط بیانی کے سبب مغرب میں اسلام صحیح طور پر نہیں سمجھا گیا۔ اور یوں مسیحی ممالک کو اصل حقیقت سے آگاہ کرنا اور اس دوران عمل میں کلیساؤں کے تبلیغی مساعی کو بے کار کر دینا ان کے علانیہ مقصد کا ایک جزو ہے۔ ان کے ہاں ایک ہادی کا بیان ہے کہ "یورپ اور امریکہ کے دو براعظم جو اسلام کی مخالفت کرنے میں مسیحیت کو مدد پہنچا رہے ہیں وہ قطعاً اسلام سے ناواقف ہیں اور اس تحریک کو اس غلط تصور کے زیر اثر وہ چلا رہے ہیں جو مسیحی مبلغوں نے اُن کے ذہن میں پیدا کر رکھا ہے...... اگر ہم ان ممالک میں اسلامی رسائل و کتب کی نشر و اشاعت کریں...... تو ہم نہ صرف مسیحی تبلیغ کی ترقی ہی روک سکیں گے بلکہ اس کی حیات بخش طاقت کے مرکز پر موت کی ضرب لگا سکیں گے"۔ انہی احمدیوں کی کوششوں سے لندن و پیرس اور برلن میں مسجدیں تعمیر ہوئی ہیں......

مسلمانوں کے دلوں میں خداوند مسیح کی عزت صدیوں سے قائم رکھی ہے (سورۃ آل عمران آیت ۴۰ اور سورۃ النساء آیت ۱۶۹) لیکن گزرے پچاس سالوں سے اس نئے خیال کا اثر قدیم نقطہ نگاہ کے بدلنے میں رفتہ رفتہ اپنا کام کر رہا ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ مسلمانوں میں اعلیٰ خیالات کے لوگ اس طرز سے متنفر ہیں تاہم یہ صاف ظاہر ہے کہ جو اپنے آپ کو احمدی نہیں کہتے وہ بھی اسلام کو افضل مذہب ثابت کرنے کی کوشش میں مسیحیت کے خلاف اس نئے ہتھیار کے استعمال سے نہیں جھجکتے۔

مرزا قادیانی نے اس قسم کے دلائل کو جائز ٹھہرانے کی غرض سے کہ جس سے اس وقت کے بہتیرے مسلمان برانگیختہ ہو گئے تھے یہ کہا کہ میں قرآن کے عیسیٰ پر نہیں بلکہ اناجیل کے یسوع پر حملہ کر رہا ہوں...... تین وجوہات کی بناء پر اس نے اس طرز مجادلہ کو اختیار کیا۔

(۱)...... جن اعلانیہ مناظروں کا آغاز ڈاکٹر فینڈر نے کیا تھا ان میں اسلام اور محمد صاحب کے افشاء واقعات کے سبب ہندوستان کے مسلمانوں کے خیال و احساس میں جو ہیجان پیدا ہو گیا تھا۔ اس کے اثر کا ایک حصہ اس تحریک کی بنیاد تھی اور یوں اندیشہ ہے کہ اس تحریک احمدیہ کی ابتدا سخت انتقام کی طبیعت میں کی گئی۔

(۲)...... اپنے اس دعویٰ کی تائید میں کہ وہ مسیحی موعود ہے اس نے یہ لغو قصہ اختراع کیا کہ مسیح نے صلیب پر نہیں بلکہ کشمیر میں فطری موت سے انتقال کیا اور یوں مرزا نے مسیحی ایمان پر ضرب کاری لگانے کی کوشش کی۔

(۳)...... اس نے اپنی فراست سے جو اس میں کافی طور پر تھی یہ معلوم کیا کہ سب سے بڑا مسئلہ تصفیہ طلب دونو مذاہب کے مابین ان کے بانیوں کا ہے اور اس معاملہ میں جماعت احمدیہ کے دونوں فریقین کی اس نے راہنمائی کی ہے اور یہ لوگ اب مانتے ہیں کہ حقیقی بحث نہ تو اُس کتاب یا اُس کتاب کی ہے اور نہ اِس عقیدہ یا اُس عقیدہ کا ہے بلکہ مسیح یا محمد کے سوال پر ہے گویا کہ ان لوگوں نے ٹھان لیا ہے کہ جو کچھ محمد صاحب نہیں ہو سکتے وہ مسیح بھی نہیں ہونے پائیں گے۔

اگر جماعت قادیانی کے بانی کے رجحان و مقصد کے مزید ثبوت کی ضرورت ہے تو یہ اس کے بیان سے ملتی ہے جسے ہم اس کی "آخری وصیت" کہہ سکتے ہیں"۔

("اہل مسجد" مصنفہ ایل بیون جونز۔ بی۔اے (ویلز) بی۔ڈی۔ (لندن) مترجم جے عبدالسبحان بی۔اے۔بی۔ڈی۔ صفحہ ۲۶۶ تا ۲۷۰۔ پنجاب رلیجئس بک سوسائٹی۔ انارکلی لاہور۔ ۱۹۵۲ء)

ان الفاظ کے بعد مؤلف کتاب نے "ازالہ اوہام" صفحہ ۵۶۱ تا ۵۶۲ کا اقتباس درج کیا ہے جو مکمل صورت میں ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا کہ:

"اے میرے دوستو! اب میری ایک آخری وصیت کو سنو اور ایک راز کی بات کہتا ہوں اس کو خوب یاد رکھو کہ تم اپنے ان تمام مناظرات کا جو عیسائیوں سے تمہیں پیش آتے ہیں پہلو بدل لو اور عیسائیوں پر یہ ثابت کر دو کہ درحقیقت مسیح ابن مریم ہمیشہ کے لئے فوت ہو چکا ہے۔ یہی ایک بحث ہے جس میں فتحیاب ہونے سے تم عیسائی مذہب کی روئے زمین سے صف لپیٹ دو گے۔ تمہیں کچھ بھی ضرورت نہیں کہ دوسرے لمبے لمبے جھگڑوں میں اپنے اوقاتِ عزیز کو ضائع کرو۔ صرف مسیح ابن مریم کی وفات پر زور دو اور پُر زور دلائل سے عیسائیوں کو لاجواب اور ساکت کرو۔ جب تم مسیح کا مُردوں میں داخل ہونا ثابت کر دو گے تو اس دن تم سمجھ لو کہ آج عیسائی مذہب دنیا سے رخصت ہوا۔ یقیناً سمجھو کہ جب تک اُن کا خدا فوت نہ ہو اُن کا مذہب بھی فوت نہیں ہو سکتا۔ اور دوسری تمام بحثیں اُن کے ساتھ عبث ہیں۔ اُن کے مذہب کا ایک ہی ستون ہے اور وہ یہ ہے کہ اب تک مسیح ابن مریم آسمان پر زندہ بیٹھا ہے۔ اس ستون کو پاش پاش کرو پھر نظر اٹھا کر دیکھو کہ عیسائی مذہب دنیا میں کہاں ہے۔ چونکہ خدا تعالیٰ بھی چاہتا ہے کہ اس ستون کو ریزہ ریزہ کرے اور یورپ اور ایشیا میں توحید کی ہوا چلاوے"۔

ہر طرف ہر ملک میں ہے بُت پرستی کا زوال
کچھ نہیں انساں پرستی کو کوئی عزّ و وقار
کہتے ہیں تثلیث کو اب اہل دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمہ توحید پر از جاں نثار

(المسیح الموعود)

اپنی زبان میں ہی خدا تعالیٰ سے بہت دعائیں مانگنی چاہئیں۔ (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

بقیہ: سوال و جواب بنگلہ ڈیسک از صفحہ ۱۶

مسلمانوں میں ٹیکنالوجی کے فقدان اور اس بارہ میں ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے تفکرات کے حوالہ سے بھی سوال کیا گیا کہ اسلامک سوسائٹی میں ٹیکنالوجی کا کیا مستقبل ہے؟ حضور انور نے فرمایا کہ اسلام عالمی مذہب ہے۔ اس کا دائرہ ریاستوں اور علاقوں تک محدود نہیں۔ یہ کل کائنات پر محیط ہے اور آزاد ہے کہ اسلام سے باہر بھی انسانی ذہنوں پر اثر انداز ہوتا ہے۔ یہی ایک صورت ہے کہ سائنس اور ٹیکنالوجی میں شہرت پانے والے دماغوں کو ہم جیت سکیں۔ یہی دماغ جب اسلام کی روشنی سے جلا پائیں گے تو اسلام کو از خود تیار شدہ سائنس دان مل جائیں گے۔ جماعت احمدیہ بفضل تعالیٰ اپنے وسائل سے ترقی یافتہ اہل دانش کو اسلام کے قریب لانے کے لئے کوشاں ہے۔

پھر سوال ہوا کہ احمدیت کا اسلامی شریعت اور سنت کے بارے میں کیا عقیدہ ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ کوئی تبدیلی اور فرق نہیں۔ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور آنحضرت ﷺ کی سنت کی روشنی میں اس پر عمل کرنا فرض ہے۔ جہاں تک قرون وسطیٰ کے بعض سکالرز کے طرز عمل کا تعلق ہے وہ طریق آنحضرت ﷺ کی سنت کے مطابق نہیں ہیں۔ یہی وہ تضاد ہے جن کے تحت جماعت احمدیہ زور دیتی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانے کی طرف لوٹیں۔ اور ان اسلاف کی پیروی کریں جنہوں نے آنحضرت ﷺ سے براہ راست دین سیکھا ہے۔

آخر میں ایک سوال یہ ہوا کہ رواداری کے رجحان کو مختلف مذاہب اور قوموں میں کس طرح ابھارا جا سکتا ہے؟ حضور انور نے فرمایا کہ جب تک خدا تعالیٰ کو کل کائنات کا رب تسلیم نہ کیا جائے اس قسم کے رجحانات کے ہر جگہ پہنچنے کی عملی صورت پیدا نہیں ہو سکتی۔

تقریباً دو گھنٹے کی یہ پر لطف تقریب بیعت پر اختتام پذیر ہوئی۔ جبکہ بعض دوستوں نے حضور انور کے دست مبارک پر بیعت کر کے جماعت احمدیہ مسلمہ میں شرکت کی۔

(رپورٹ نبشیر الدین احمد سلمی)

رہ مولیٰ میں جو مرتے ہیں وہی جیتے ہیں
موت کے آنے سے پہلے ہی فنا ہو جاؤ

(درثمین)

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation

Contact: Anas Ahmad Khan
204 Merton Road London SW18 5SW
Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156
Fax: 0181-871-9398

دفتر ترجمانی

Übersetzungsbüro , Dolmetscherbüro

Sprachen :
Urdu, Punjabi, Bengali,
Persisch, Englisch, Deutsch

اردو، پنجابی، فارسی، بنگالی، انگریزی اور جرمن زبانوں کے ترجمے کا انتظام موجود ہے۔ سرکاری، غیر سرکاری، نجی کاغذات کے معیاری ترجمے کے لئے رابطہ کریں۔
نوٹ: کاغذات بذریعہ پوسٹ بھی بھجوائے جا سکتے ہیں۔

Tel.: 069-97981802, Fax: 069-97981803
Allg. vereidigter Dolmetscher & Übersetzer
Qamar Ahmad
Fleischergasse 12, 60487-Frankfurt/M.
Deutschland

جائیں گے۔

☆...... مندرجہ ذیل سوال بھی کئے گئے:

☆...... کیا بہت قدیم قبیلوں میں بھی Rationality موجود تھی؟

☆......مادہ پرستی کے غلبہ کی وجہ سے طلاقیں وغیرہ زیادہ ہو رہی ہیں کیا Family Values کا کوئی Scope ہے؟

☆......مذاہب میں مختلف جانوروں کا ذکر مختلف طریقوں سے ملتا ہے۔ مثلاً بائبل میں سانپ کا ذکر ہے۔ ہندومت میں سانپ کی پرستش کی جاتی ہے۔ اور یہودی اور مسلمان سؤر سے نفرت کرتے ہیں۔ اس میں کیا حکمت ہے؟

سوموار، ۲۳/ مارچ ۱۹۹۸ء :

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۱۱۱ جو ۳/ اکتوبر ۱۹۹۵ء کو ریکارڈ کی گئی تھی نشر مکرر کے طور پر براڈکاسٹ کی گئی۔

منگل، ۲۴/ مارچ ۱۹۹۸ء :

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۲۳۶ ریکارڈ اور براڈکاسٹ کی گئی جو سورۃ ص کی آیت نمبر ۲۸ سے شروع ہوئی۔ اس میں خصوصیت کے ساتھ یہ فرمایا گیا ہے کہ کسی چیز کو خدا تعالیٰ نے باطل پیدا نہیں کیا۔ یہ تمام بامقصد چیزیں ہیں اور ہر بے مقصد اور باطل چیز کو سپرد آگ کر دیا جاتا ہے۔ جس طرح لکڑی کی بیکار چیزیں اور درختوں کی سوکھی ہوئی مردہ شاخیں۔ یہی متقی اور فاجر کی زندگی میں تمیز ہے۔ حضرت سلیمانؑ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے اولوالباب کہا گیا ہے جس کے ثبوت میں آیات نمبر ۳۱ تا ۳۵ ہیں جن کے معنی کے متعلق مولویوں نے بہت ظلم کیا ہے۔ اور نامناسب تعبیرات سے قرآن مجید کی بے حرمتی کے مرتکب ہوتے ہیں۔

حضور انور نے حضرت سلیمانؑ کی دعا کی حکمت پر روشنی ڈالی کہ میرا بیٹا اس لائق نہیں ہے کہ وہ ایسی شاندار سلطنت کا میرے بعد وارث ہو اس لئے یہ اسے نہ ملے اور اگر ملے تو کم تر ملے۔ اور تو اپنے لئے روحانی شان کی سلطنت عطا کر۔ حضور نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان کی دونوں دعائیں شان سے پوری ہوئیں اور آپ کو جہازرانی کے ایسے ایسے راز سکھائے گئے جن میں ہلکی ہواسیں بھی بڑی بڑی کشتیاں چل سکتی تھیں۔ اور بڑے بڑے جفاکش جنگی قیدی آپ کے مطیع تھے جو بڑی بڑی عمارتیں بناتے تھے اور غوطہ خور بھی تھے۔ اور ان کے علاوہ اور بھی جنگی قیدی ہوا کرتے تھے اور چونکہ غلامی کا رواج تھا اس لئے کچھ حد تک ان سے غلامی والے کام بھی لئے جاتے تھے اور حضرت سلیمان کو اختیار دیا گیا کہ خواہ ان کو آزاد کر دیں یا روکے رکھیں لیکن ہر حالت میں وہ خدا کے مقرب بننے تھے اور خدا ہی کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔

آیت نمبر ۴۲ سے حضرت ایوبؑ کا ذکر شروع ہوتا ہے۔ آیت نمبر ۴۹ میں بنی اسرائیل کے انبیاء کے زمرے میں الیسع اور ذوالکفل کی تفسیر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ بعض علماء ذوالکفل سے حزقیل نبی مراد لیتے ہیں لیکن میرے نزدیک حضرت بدھ مراد ہیں کیونکہ ان کی جائے پیدائش کپل تھی جو کفل سے ملتا جلتا لفظ ہے۔

بدھ، ۲۵/ مارچ ۱۹۹۸ء :

آج سورۃ ص کی آیت نمبر ۷۵ سے ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۲۳۷ کا آغاز ہوا۔ آیت نمبر ۶۷ میں خدا تعالیٰ کے غفار ہونے کا ذکر ہے کہ وہ انسان کی بلاارادہ اور بالارادہ غلطیوں کو معاف کر دیتا ہے اگر اس کا غفران نہ ہو تو کائنات قائم نہیں رہ سکتی۔ ان آیات میں اہم نکات قابل بیان یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ کے ہاں وقت اور فاصلہ کوئی معنی نہیں رکھتے۔ اور ابلیس کے چیلے وہ ہیں جو نمو کی طاقت کے مخالف ہوں اور نمو کی طاقت کو مٹانا چاہتے ہوں۔ آیت نمبر ۸۰ کی تفسیر کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا ہر دفعہ ایک نئے نبی کی بعثت کے ساتھ شیطان کو موقع ملتا ہے شیطان کا وہ درمیانی غلبہ آخری غلبہ نہیں ہوتا۔ نبی واپس خدا کے بندوں کو خدا کی طرف چھین کر لے آتا ہے۔

آج سورۃ الزمر بھی شروع کی گئی۔ حضور نے فرمایا حق کے ساتھ باطل کی آمیزش ہو ہی نہیں سکتی۔ اس لئے خالصتاً پاک وصاف ہو کر عبادت کرو تو تب مقبول ہوگی۔ آیت نمبر ۵ میں خصوصیت کے ساتھ عیسائی نظریئے کی تردید کی گئی ہے۔ اور مراد یہ بھی ہے کہ اگر اللہ نے کوئی بیٹا بنانا ہوتا تو اپنی خلقت میں سے بہترین کو بناتا یعنی آنحضرت ﷺ کو۔ لیکن آپ ہی تو خدا کا کوئی بیٹا نہ ہونے کے نظریہ کے مجاہد تھے اور توحید کے قیام کے لئے مبعوث کئے گئے تھے جسے بڑی وفا اور کوشش کے ساتھ قائم کیا۔ آیت نمبر ۶ کی وضاحت فرماتے ہوئے فرمایا دن کا خول رات پر اور رات کا خول دن پر چڑھنے سے مراد زمین اور سیاروں کی گردش ہے۔ نہ دن کی روشنی دائمی ہے نہ رات کی تاریکی ہمیشہ رہتی ہے۔ روحانی لیل و نہار کا بھی یہی عالم ہے۔

جمعرات، ۲۶/ مارچ ۱۹۹۸ء :

آج ہومیوپیتھی کلاس کی ریکارڈنگ نشر مکرر کے طور پر براڈکاسٹ کی گئی۔

جمعۃ المبارک، ۲۷/ مارچ ۱۹۹۸ء :

آج فرنچ بولنے والے زائرین کی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ملاقات کا دن تھا۔ سوال و جواب کی مختصر کارروائی درج ذیل ہے۔

☆...... تاریخ ۲۳/ مارچ کی دنیا میں کیا اہمیت ہے اور احمدیوں کو یہ دن کس طرح منانا چاہئے؟ حضور انور نے فرمایا کہ اس تاریخ کی اہمیت پاکستانیوں کے لئے ہے کیونکہ اس دن قائد اعظم نے پاکستان بننے کا Resolution طے کیا تھا۔ اور احمدیوں کے لئے اہمیت یہ ہے کہ اس دن لدھیانہ میں پہلی بیعت ہوئی۔ یہ خدائی تقدیر معلوم ہوتی ہے کہ پاکستانیوں کو احمدیت کا دن منانا ہی پڑے گا اور یہ حادثاتی نہیں بلکہ اچھا شگون ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ میں یہ نتیجہ اخذ کرتا ہوں کہ انشاء اللہ پاکستان کے ساتھ احمدیوں کے دوستانہ تعلقات ہوں گے۔ احمدیوں کو یہ دن تجدید عہد بیعت کے ساتھ منانا چاہئے۔

☆......جنوری میں ایک فرانسیسی اخبار میں ایک مضمون شائع ہوا تھا کہ ہندوستان میں مختلف مذاہب ملتے ہیں۔ ہندومت سب سے پرانا۔ پھر بدھ ازم پھیلا پھر عرب لوگوں نے حملہ کر کے اسلام کو پھیلایا اور پھر عیسائیت کا بھی نفوذ ہوا۔ مذاہب کی ہندوستان میں اس صورت حال پر حضور سے روشنی ڈالنے کی درخواست ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اس اخبار کے مضمون میں صداقت نہیں ہے۔ بدھ مت کا ہندومت سے کوئی تعلق نہیں۔ بدھ نے ہندوؤں کے بتوں کو Reject کیا۔ اسی طرح ہندو علماء نے بدھ کو دہریہ قرار دیا کیونکہ وہ ان کے بتوں کو نہیں مانتے تھے۔ حضور نے فرمایا میرے پاس شہادات ہیں کہ وہ مؤحد تھے، ایک خدا کو مانتے تھے، کسی پہلو سے بھی مشرک نہ تھے۔ یہ مغربی جرنلسٹ اس بات کی قطعی پرواہ نہیں کرتے کہ کیا پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔ یہی حال ہندوستان میں اسلام کے آنے کا کر رہے ہیں۔ سندھ پر حملہ سے بہت پہلے آنحضرت ﷺ کے صحابہ سندھ اور بلوچستان میں مدفون ہیں۔ وہ بہت پہلے آئے اور اسلام کی تبلیغ کی یہاں تک کہ وہ اعلیٰ نسل کے جو گھوڑے ساتھ لائے تھے۔ اب تک ان کی نسل موجود ہے۔ ہندوستان پر حملہ ایک راجہ کے ایک مسلم خاتون پر بدسلوکی کی وجہ سے جب اس نے خلیفہ بغداد سے فریاد کی اور خلیفہ تک خبر پہنچی تو اس کے نتیجے میں کیا گیا۔ حضور انور نے فرمایا کہ چونکہ پکار اسلام کے نام پر تھی اس لئے یہ حملہ انسانی حقوق کی حفاظت کی خاطر تھا۔ کسی علاقائی تسخیر کے لالچ میں نہیں تھا۔ اس لئے اگر آپ لوگ اس اخبار کے مضمون کی تردید لکھنا چاہیں تو پھر بدھ مت اور اسلام دونوں کے متعلق لکھیں اور ثابت کریں کہ وہ مستشرقین کی تواریخ سے بے خبر ہیں کیونکہ وہ سب یہی کہتے ہیں کہ بدھ دہریہ تھے۔ پہلا انسان جنہوں نے بدھ کے متعلق لکھا کہ وہ مؤحد تھے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے۔ اور آپ کے بعد ایک فرنچ سکالر گستاو لوبون تھے جنہوں نے ثابت کیا کہ دنیا کا کوئی مذہب دہریت پر مبنی نہیں ہوا اور بدھ کے متعلق لکھا کہ وہ بت پرست نہیں تھے۔

☆......ایک احمدیہ یونیورسٹی کے قیام کے بارے میں جس میں نیچرل اور سوشل سائنسز پڑھائی جائیں، حضور انور کا کیا خیال ہے؟

حضور انور نے فرمایا کہ ایک Voluntary Organisation کے لئے اتنے اخراجات برداشت کرنا ممکن نہیں یہ باتیں حکومتوں کو سجتی ہیں۔ ہمارے طلباء ان یونیورسٹیوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور غیر معمولی ذہین طلباء جنہیں مالی امداد کی ضرورت ہو ان کی مدد کی جاتی ہے۔ اس لئے بہت کم خرچ سے ہم بہت زیادہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ ہاں جب حکومتیں احمدی ہو جائیں تو پھر ان میں دینی مضامین بھی شامل کر دئے جائیں گے۔ ویسے آپ کا خیال اچھا ہے

☆...... حضرت آدم کو روکنے کے لئے درخت کیوں چنا گیا؟۔ حضور نے فرمایا درخت نمو کا نشان ہے اور اس میں کوئی ہلاکت نہیں جس طرح آگ میں ہے۔ محبت اور امن کا پیغام درخت ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے پیغام دے دیا ہے کہ آگ سرسبز درخت کو کبھی تباہ نہیں کر سکے گی۔ لیکن جب یہی درخت بگڑ جائے تو بگڑے ہوئے مذاہب کی شکل اختیار کر لیتا ہے اور اس پر شیطان قابض ہو جاتا ہے۔ یہ سب علامات ہیں جن کے لئے گہری سوچ اور غور درکار ہیں۔

☆......نواحمدی فرنچ خاتون سلیمہ صاحبہ نے سوال کیا کہ احمدیت میں داخل ہونے والے لوگوں میں سب سے زیادہ کس مذہب سے آتے ہیں اور پہلی احمدی خاتون کون تھیں؟ حضور انور نے فرمایا کہ سب سے پہلے حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیعت کی۔ احمدیت اب خدا کے فضل سے پھیل رہی ہے اور ایک امریکن جرنلسٹ نے اقرار کیا ہے کہ اسلام کے تمام فرقوں میں سب سے زیادہ احمدیت پھیل رہی ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ ہمارے ایم۔ٹی۔اے میں سنڈے پروگرام میں انگریزی اور افریقن سکالر دلچسپی سے حصہ لیتے ہیں اور بہت اچھے سوال کرتے ہیں۔ ان کا ترجمہ بھی فرنچ میں ہونا چاہئے۔ حضور انور نے فرمایا کہ سلیمہ صاحبہ کو تمام خواتین پر ایک سبقت حاصل ہے کہ وہ سجدہ میں اسی طرز پر دعا کرتی ہیں جس طرح میں کرتا ہوں اور مجھے اس کی خبر ان کے خط سے ملی جس میں اس کا ذکر انہوں نے کیا تھا۔

> **دنیا اور دنیا کی خوشیوں کی حقیقت لہو و لعب سے زیادہ نہیں**
>
> (حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

دنیائے طب

Homocysteine کے بارہ میں ایک نئی تحقیق

کچھ عرصہ قبل دل کی بیماریوں کے سلسلہ میں ایک نئے کیمیائی مادہ Homocysteine ۔Factor کے بارہ میں ایک تحقیق سامنے آئی ہے۔ تحقیق کے دوران یہ ثابت ہوا ہے کہ تقریباً ۱۵ سے ۲۵ فیصد تک مریضوں میں Homocystiene کی مقدار بڑھ جاتی ہے۔ اور امید کی جاتی ہے کہ اگر Homocysteine کی مقدار خون میں کم کر دی جائے تو ان مریضوں کو فائدہ ہونے یا ان کی بیماری میں کمی ہونے کا امکان ہے۔

چنانچہ ناروے میں Stranger's Hospital میں مختلف وٹامنز (Vitamins) کو مختلف مقدار میں دینے کے بعد یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ اگر صحت مند افراد کو Folic Acid 0.1mg دن میں تین مرتبہ اور Vitamin B6 40mg دن میں تین مرتبہ، ایک مہینہ تک استعمال کروائی جائے تو خون میں Homocysteine کی مقدار تقریباً ۲۲ فیصد کم ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ بعض مریضوں میں Folic Acid کی مقدار دوگنی کرنے کے ساتھ مختلف وٹامنز (Vitamins) بھی استعمال کروائی گئیں لیکن صرف Folic Acid اور Vitamin B6 کو ملا کر دینا مفید ثابت ہوا ہے۔ Folic Acid اور Vitamin B6 بہت ہلکی مقدار (Low Doses) میں عام صحت مند افراد کے لئے بھی موزوں ہے بشرطیکہ ان کو Vitamin B12 کی کمی (Deficiency) نہ ہو۔ اسی طرح ایسے احباب جن کی عمر چالیس سال سے زائد ہو ان کے لئے Multi Vitamins کا ہفتہ میں تین چار دفعہ استعمال مناسب رہے گا اور ان کے جسم میں Vitamin کی کمی نہیں ہوگی۔ یورپ کے مختلف ممالک میں اب دل کے مریضوں کو Vitamins دینے کے ٹسٹ شروع ہو چکے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہلکی مقدار میں Vitamin B6 اور Folic Acid کے استعمال سے کسی قسم کا مضر صحت اثر ابھی تک تجربہ میں نہیں آیا۔

یہ تحقیق قارئین کی دلچسپی اور فائدہ کے لئے شائع کی جا رہی ہے لیکن قارئین سے درخواست ہے کہ کوئی بھی دوا استعمال کرنے سے پہلے اپنے فیملی ڈاکٹر سے مشورہ ضرور کر لیں۔

(مرسلہ: ڈاکٹر محمد اعظم منصور۔ ناروے)

مکتوب آسٹریلیا

(چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل انٹرنیشنل آسٹریلیا)

چاند پر منجمد پانی کی موجودگی اور زندگی کا امکان

ناسا امریکہ کا ایک ریسرچ سنٹر Moffet Field کیلیفورنیا میں واقع ہے۔ اس نے کچھ عرصہ قبل ایک خلائی جہاز Lunar Prospector چاند کی طرف بھیجا تھا۔ آج کل یہ چاند سے صرف دس کلومیٹر اونچا گردش کر رہا ہے (یعنی تقریباً اتنا ہی فاصلہ جس پر عموماً ہوائی جہاز پرواز کرتے ہیں) اور مزید دس ماہ تک اطلاعات فراہم کرتا رہے گا۔

اب تک اس نے جو اطلاعات چاند سے بھیجی ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ چاند کے قطب شمالی اور قطب جنوبی میں واقع گڑھوں (Craters) کے کناروں پر منجمد پانی کے کرسٹل موجود ہیں جن کو چاند کی مٹی اور ریت نے گدلا کیا ہوا ہے۔ پانی کی مقدار ان کرسٹلوں میں صرف 0.3 تا ایک فیصد ہے۔ چاند کے قطب شمالی میں دس ہزار تا پچاس ہزار مربع کلومیٹرز اور قطب جنوبی میں پانچ ہزار تا بیس ہزار مربع کلومیٹرز میں یہ پانی والا علاقہ پھیلا ہوا ہے۔ اگرچہ سائنس دانوں کو ابھی تک کوئی ایسا ثبوت تو نہیں ملا جسے جھٹلانا ممکن نہ ہو لیکن منصوبہ کے سربراہ Dr Alan Binder کہتے ہیں کہ مجھے پورا یقین ہے کہ یہ پانی ہی کے کرسٹل ہیں۔

آسٹریلیا کے مشہور ماہر فلکیات اور مصنف Dr Paul Davies جو ایڈیلڈ میں مقیم ہیں انہوں نے اس شاندار دریافت پر ایک مضمون لکھا ہے جس کا خلاصہ پیش ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ:

اس دریافت (Discovery) نے سائنس دانوں کے اس خیال کی توثیق کر دی ہے کہ ساڑھے چار ارب سال قبل جب ہمارا نظام شمسی بن رہا تھا تو اس وقت مختلف کروں (زمین، چاند، مریخ، مشتری وغیرہ) کے جو بڑے بڑے حصے ایک دوسرے سے ٹکرائے تھے۔ انہوں نے 'ہمارے' نظام شمسی کی تاریخ پر بنیادی نوعیت کے اثرات پیدا کئے تھے (کائنات میں کروڑوں ہماری طرح کے نظام ہائے شمسی اور بھی ہیں اس لئے 'ہمارے' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے)۔ اس ٹکراؤ کے نتیجہ میں چاند کی سطح پر تو اتنے گڑھے پڑے ہوئے ہیں کہ وہ عام دوربین کی مدد سے بھی نظر آجاتے ہیں (اور یہ سلسلہ تھوڑا بہت اب بھی جاری ہے)۔ ساڑھے چار ارب سال پہلے زمین کا ماحول اتنا شدید گرم تھا کہ اس میں پانی منجمد نہیں ہو سکتا تھا لیکن مشتری (Jupiter) سے بھی آگے جو علاقے سورج سے بہت دور تھے وہاں برف کے کرسٹل بن چکے تھے اور جیسے جیسے وہ اکٹھے ہوتے گئے ان گنت دمدار تاروں کے کرے وجود میں آگئے۔

کچھ عرصہ گزرنے کے بعد ان کروں (دمدار تاروں) کا جھکاؤ سورج کی طرف ہو گیا اور ان میں سے بعض سورج کے گرد جو سیارے گھومتے ہیں ان میں ٹکرانے لگے۔ چنانچہ کچھ زمین پر بھی گرے اور اپنے پیٹوں میں برف کی صورت میں اتنا پانی لائے جو ہمارے آج کے سب سمندروں کے مجموعی پانی سے کہیں زیادہ تھا۔ اگر وہ سارا پانی زمین پر ہی ٹک جاتا تو انسان کہاں رہتے چنانچہ ان دمدار تاروں کے ٹکرانے سے زمین کے ٹکڑے بھی اتنے زور سے اڑے کہ ان کو دوسرے سیاروں نے اپنی طرف کھینچ لیا۔ جتنا کسی سیارہ کا حجم زیادہ تھا اتنی ہی کشش ثقل زیادہ تھی۔ تخلیق کائنات کے اس دور میں سب سیاروں کے ٹکڑے ایک دوسرے میں مدغم ہوئے۔ اس کھینچا تانی میں ہر سیارہ نے کتنا مادہ باہر سے پایا یا کتنا کھویا اس کا انحصار اس کے اپنے حجم اور کشش ثقل پر تھا۔ یعنی ہر ایک کو حصہ بقدر جثہ ملا۔ زمین نے خاصہ حصہ پایا۔ مریخ کو تھوڑا سا ملا اور چاند بے چارہ اتنا چھوٹا تھا کہ کچھ بھی حاصل نہ کر سکا۔

خلاء میں سیارچوں کے ٹکرانے کے خوفناک دھماکے اب سے کوئی ۳ء۸ بلین (ارب) سال پہلے تدریجاً کم ہونے شروع ہو گئے تھے۔ اس بمباری کے نتیجہ میں نہ صرف پانی ایک سیارہ سے دوسرے سیارہ میں منتقل ہوا بلکہ زندگی بھی منتقل ہوئی۔ ان بڑی بڑی چٹانوں کے اندر بکٹیریا بھی چھپا بیٹھا تھا جو ایک سیارہ سے دوسرے پر پہنچا۔ جہاں تک پانی کا تعلق ہے جو پانی مریخ کے حصہ میں آیا وہ تو اکثر خلا میں گم ہو گیا یا پھر اس کی مسامدار (Porous) سطح میں جذب ہو گیا۔ چاند پر چونکہ کشش ثقل (Gravity) بہت کم تھی اس لئے اس کا تمام پانی خشک ہو گیا اور اپنے ارد گرد کی ہوا اور فضا کو بھی اپنے ساتھ کھینچ کر نہ رکھ سکا۔

چاند میں بوجہ ہوا کا دباؤ نہ ہونے کے اور اس کے خلا (Vaccum) کی وجہ سے پانی اس کی سطح پر تو نہ ٹھہر سکا لیکن اس کے قطب شمالی اور قطب جنوبی کے حصے جو زیادہ سرد تھے اور وہاں سورج کی دھوپ سیدھی بھی نہ پڑتی تھی وہاں منجمد پانی کے کرسٹل مٹی وغیرہ کے ساتھ مل کر بچ رہے اور یہ وہ بات ہے جس کی اب Lunar Prospector کی ارسال کردہ اطلاعات سے توثیق ہوئی ہے۔

پھر جب سیارچوں کی شدید بمباری کا دور ختم ہوا تو زمین پر زندگی حرکت میں آنے لگی۔ بمباری کے دوران زمین کے جو بڑے بڑے ٹکڑے چاند سے اڑ کر پہنچے تھے ان کے اندر چھپے ہوئے زندہ مائیکروب بھی وہاں پہنچے ہونگے۔ اس لئے توقع کی جاتی ہے کہ چاند پر بھی کبھی زندگی رہی ہوگی۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا چاند پر زندگی اب بھی ہے یا پانی کے نہ ہونے اور سورج کی خطرناک الٹراوائیلٹ (Ultraviolet) شعاؤں کی وجہ سے (جنہیں روکنے کے لئے چاند کے سر پر فضا کی کوئی چھت ایسی نہیں جیسے زمین کے اوپر ہے) ختم ہو چکی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہمیں معلوم ہے کہ مائیکروب زمین کی پتھریلی پرت (Crust) میں خوب پھلتے پھولتے ہیں اس لئے ممکن ہے کہ خوابیدہ (Dormant) بکٹیریا کے کچھ تخم چاند کی سطح کے نیچے اس انتظار میں چھپے بیٹھے ہوں کہ کبھی کوئی ان کا مسیحا بھی آئے گا جو پانی ڈھونڈ کر ان میں زندگی کی روح پھونکے گا"۔

(ماخوذ از سڈنی ہیرلڈ ۷.۳.۹۸)

مذکورہ بالا خبر و تبصرہ میں دو باتیں خاص طور پر دلچسپ ہیں ایک تو یہ کہ حیات کے زمین و آسمان میں پائے جانے اور ایک کرہ سے دوسرے کرہ میں منتقل ہونے کی ایک صورت کا اس میں ذکر ہے (جبکہ کئی دوسری صورتیں بھی ممکن ہیں)۔ خدا نے اس آیت میں زندگی کے ایک کرہ سے دوسرے میں منتقلی کا ذکر فرمایا ہے:

"اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان جانداروں کی قسم سے اس نے پھیلایا ہے اس کے نشانوں میں سے ہے اور وہ (خدا) جب چاہے گا ان (جانداروں) کو جمع کرنے پر قادر ہوگا"۔

(الشوریٰ 42:30)

دوسری بات یہ ہے کہ جہاں زندگی ہے وہاں پانی کو ایسی خصوصیات سے نوازا ہے کہ اگر وہ اس میں نہ ہوتیں تو زندگی قائم نہ رہ سکتی تھی۔ چند اہم خصوصیات کا ذکر اور ان پر فکر حیّ و قیّوم اور رحمٰن خدا کو مدبر بالارادہ ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔

(۱)...... سوائے پانی کے دنیا کا ہر معلوم مادہ منجمد ہو کر بھاری ہو جاتا ہے۔ صرف پانی کی انوکھی خصوصیت ہے کہ یہ جب جمتا ہے تو حجم میں زیادہ اور ہلکا ہو جاتا ہے۔ پانی میں برف ڈالیں تو وہ بجائے ڈوبنے کے اوپر تیرتی رہتی ہے۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ سرد علاقوں کے سمندر جب اوپر سے جمتے ہیں تو پھیل کر اپنے نیچے والے پانی کے لئے قدرتی کمبل کا کام کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے برف کے نیچے والا پانی نقطہ انجماد تک نہیں پہنچ پاتا اور مزید برف نہیں بنتی جس کی وجہ سے مچھلیاں اور دیگر آبی جانور محفوظ رہتے ہیں۔ جونہی موسم بہار شروع ہوتا ہے آبی جانوروں کو گرمی درکار ہوتی ہے تو برف پگھلنا شروع ہو جاتی ہے۔ اور اس طرح خدا کی مخلوق کو جب کمبل کی ضرورت نہیں رہتی تو اسے اٹھا دیا جاتا ہے۔ اگر پانی میں یہ امتیازی خصوصیت نہ ہوتی تو سرد علاقوں میں سمندروں کا سارا پانی نیچے سے اوپر تک برف بن جاتا اور تمام سمندری جاندار اور کروڑہا مچھلیاں جو انسان کے لئے غذا مہیا کرتی ہیں موت کا شکار ہو جاتیں۔

(۲)...... پانی کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں چیزیں حل ہو جاتی ہیں۔ بعض جلدی اور بعد دیر سے۔ اگر اس میں یہ خصوصیت نہ ہوتی تو جو کیمیائی تبدیلیاں زندگی کے آغاز کے لئے ضروری تھیں وہ وجود میں نہ آسکتیں۔

(۳)...... پانی کی ایک اور دلچسپ خصوصیت یہ ہے کہ بوجہ حرارت اس کی سطح پر مسلسل حرکت جاری رہتی ہے جس کی وجہ سے مٹی کے اجزائے غذائی نیچے سے اوپر آتے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ نباتات میں بھی زندگی ہے اور پانی کی یہ خصوصیت ان کی نشوونما میں بیش قیمت امداد بہم پہنچاتی ہے۔

(۴)...... پانی کی ایک اور عجیب خاصیت یہ ہے کہ اس کی مخفی حرارت (Latent Heat) جو بخارات سے پانی بنتے اور پانی سے برف بنتے وقت خارج ہوتی ہے وہ بہت زیادہ ہوتی ہے یعنی اللہ نے پانی میں خصوصیت رکھی ہے کہ وہ اپنے اندر بہت زیادہ حرارت جذب کر سکتا ہے۔ اگر پانی میں یہ خصوصیت نہ ہوتی تو انسان، حیوان، نباتات وغیرہ تھوڑی سی گرمی بھی برداشت نہ کر سکتے۔ ہمارا جسم ستر فیصد پانی پر مشتمل ہے گرمی پڑتی ہے تو جسم کا پانی حرارت جذب کرتا رہتا ہے۔ اگر پانی میں یہ غیر معمولی صلاحیت نہ ہوتی تو ذرا سی گرمی سے ہمارا پانی بخارات بن کر اڑ جاتا اور انسان موت کا شکار ہو جاتا۔ کوئی دوسرا مادہ ایسا نہیں جس میں گرمی کو جذب کرنے کی اتنی صلاحیت پائی جاتی ہو۔

گرمیوں میں کام کاج کے دوران انسانی جسم کا پانی گرمی جذب کرتا رہتا ہے لیکن جسم کا درجہ حرارت زیادہ بڑھنے نہیں پاتا۔ اگر پانی میں یہ حیرت انگیز صلاحیت نہ ہوتی تو سمندروں کا پانی بڑی تھوڑی گرمی سے بخارات بن کر اڑ جاتا اور بے پناہ بارشوں اور طوفانوں سے زمین قابل رہائش نہ رہتی، نہ سمندر موسموں کے تغیر و تبدل کے شدید اثرات کو زائل کر سکتے اور زمین پر گرمی و سردی دونوں ایسی شدید پڑتی کہ زمین پر انسان کا زندہ رہنا ناممکن ہو جاتا۔ ہمارے جسم کے اندر کیمیائی تبدیلیوں اور جسمانی محنت و مشقت سے سخت گرمی پیدا ہوتی ہے۔ ہم تو اپنے ہی جسم کی آگ میں جل کر راکھ ہو جاتے اگر خدائی رحمت کا پانی ہمارے جسم کے باریک ترین ذرات کو مسلسل دھوتا اور زائد گرمی جذب نہ کرتا رہتا۔

مومن اللہ کی ہر نعمت کا شکر بجا لاتا ہے۔ ایک بار بارش برسنے لگی تو ہمارے آنحضرت ﷺ باہر تشریف لائے، زبان پر بارش کا قطرہ لیا اور فرمایا میرے رب کی تازہ نعمت۔

سائنس دان جن کو بہت تجسس ہے کہ زمین سے باہر زندگی کہیں اور بھی پائی جاتی ہے یا نہیں وہ (پانی کی انہی خصوصیات کی وجہ سے) چاند پر پانی ہونے کے امکان پر بہت پُرجوش نظر آتے ہیں۔ اندازہ ہے کہ چاند پر اتنا پانی ہے کہ دو افراد والے ایک ہزار گھرانوں کو ایک صدی تک پانی مہیا کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر پانی کا ایک Closed Loop System قائم کر لیا جائے تو یہ عرصہ بڑھایا جا سکے گا۔

☆......☆......☆

مہمان کے لئے

حضرت حافظ معین الدین صاحبؓ کے ہاں ایک مہمان آ گیا۔ ان کے گھر میں کچھ نہ تھا مگر مہمان نوازی بھی ضروری تھی۔ اس لئے کہیں سے اس کو روٹی لا دی۔ دوسرے دن بھی اسی طرح کیا۔ تیسرے دن قریب کے ایک گاؤں میں گئے اور وہاں سے جا کر غلہ مانگا۔ جب ایک سیر کے قریب ہو گیا تو چکی میں خود پیسا اور اس کی روٹی پکوا کر مہمان کو کھلائی۔ جب کسی نے پوچھا کہ آپ نے یہ گداگری کیوں کی؟ تو فرمایا:

"میں نے اپنے واسطے تو گداگری کبھی نہیں کی مگر مہمان کو روٹی کھلانی ضروری تھی"۔

(اصحاب احمد جلد ۱۳ صفحہ ۳۱۰)

ایمان کی حلاوت

تین باتیں ہیں۔ جس میں وہ ہوں، وہ ایمان کی حلاوت اور مٹھاس کو محسوس کرے گا۔ اول یہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسولؐ باقی تمام چیزوں سے اسے زیادہ محبوب ہو۔ دوسرے یہ کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر کسی سے محبت کرے اور تیسرے یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے کفر سے نکل آنے کے بعد پھر کفر میں لوٹ جانے کو اتنا ناپسند کرے جتنا وہ آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔ (حدیث نبویؐ)

Watch Huzur everyday on Intelsat
Get Connected !!
Zee-TV & ASIANET,
DOORDARSHAN, SONY T.V.
SUNRISE RADIO & BBC
C&KU BAND LNB
Rec.Decorder & Dish, Zee Cards & Dec.
Alpha Telecom's Pre-paid phone cards availble
Just Call !
Authorized Zee Tv (Agent)
Saeed A.Khan
Tel: 00-49 -8257 1694
Fax: 00-49 -8257 92882 (Germany)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات ورسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں- انگریزی کے علاوہ دیگر زبانوں میں رسائل بھجوانے والوں سے درخواست ہے کہ براہ کرم اہم مضامین اور اعلانات کا خلاصہ اردو یا انگریزی میں بھی ہمراہ ارسال فرمایا کریں- اپنے رسائل ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں :

AL-FAZL DIGEST,6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

"الفضل ڈائجسٹ" کے بارے میں آپ اپنے تاثرات اب e-mail کے ذریعے بھی ارسال کرسکتے ہیں :

mahmud@btinternet.com

محترم ڈاکٹر محمد عبدالسلام صاحب

ماہنامہ "خالد" ربوہ، دسمبر ۹۷ء، محترم ڈاکٹر محمد عبدالسلام صاحب کے حوالے سے خصوصی اشاعت ہے اور شاندار مضامین، تبصروں اور تصاویر سے مزین ہے- چونکہ اس شمارے میں شائع شدہ بعض مضامین اور اقتباسات قبل ازیں ہفت روزہ "الفضل انٹرنیشنل" میں شائع ہوچکے ہیں اس لئے "الفضل ڈائجسٹ" میں صرف ایسے مضامین کو زیرنظر لایا جارہا ہے جو ہمارے قارئین کے لئے خصوصی دلچسپی کا باعث ہوسکتے ہیں-

-......☆......☆......☆......-

محترم ڈاکٹر صاحب کے جد امجد ایک ہندو راجپوت خاندان کے شہزادے تھے جن کی حضرت غوث بہاء الحق زکریاؒ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے اسلام قبول کرلیا- ان کا نام سعد بڈھن رکھا گیا- بڈھن کا مطلب ہے لمبی عمر پانے والا- سعد نے تخت چھوڑ کر درویشی کی زندگی اختیار کی اور ساری عمر خلوص نیت سے دعائیں کرتے ہوئے گزاری-

-......☆......☆......☆......-

محترم ڈاکٹر صاحب کے دادا میاں گل محمد صاحب پیشے کے لحاظ سے طبیب تھے اور عالم باعمل انسان تھے- اگرچہ انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت نہیں کی تھی لیکن آپؑ کے مصدق تھے- ان کی اہلیہ بھی بہت نیک، نمازی اور تہجد گزار خاتون تھیں-

محترم ڈاکٹر صاحب کے تایا چودھری غلام حسین صاحب، جو آپ کے خسر بھی بنے، ۲۱/جنوری ۱۸۷۴ء کو جھنگ شہر میں پیدا ہوئے- مڈل میں صوبہ بھر میں اول آئے اور میٹرک میں صوبہ میں دوم- مشن کالج لاہور سے بی-اے کرکے محکمہ تعلیم میں ملازمت اختیار کرلی اور ۱۹۳۲ء میں ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز کی حیثیت سے ریٹائرڈ ہوئے اور قادیان میں سکونت اختیار کرلی- تقسیم ملک کے بعد جھنگ میں رہائش اختیار کی ...... آپ مولوی محمد حسین بٹالوی کے معتقد و مداح تھے چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ کی مخالفت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی بلکہ آپ نے منشی الٰہی بخش اکونٹنٹ اور ایک دوسرے ساتھی کے اکسانے پر "عصائے موسیٰ" کے نام سے کتاب بھی لکھی جس کا ذکر حضورؑ نے اپنی کتاب "اعجاز احمدی" میں بہت تکلیف سے فرمایا- کچھ عرصہ بعد الٰہی بخش اور اس کا دوسرا ساتھی طاعون سے ہلاک ہوگئے اور چودھری صاحب کو شدید ہیضہ ہوگیا جس کے بعد آپ کا دل احمدیت کی طرف مائل ہوا اور آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا مطالعہ کرتے ہوئے دعائیں شروع کیں اور خواب کے ذریعے شرح صدر حاصل کرکے قبول احمدیت کی سعادت پائی لیکن ساری عمر اس بات کا افسوس کرتے رہے کہ یہ سعادت حضورؑ کی زندگی میں کیوں حاصل نہ ہوئی- تاہم اپنی باقی زندگی انہوں نے ایک پُرجوش داعی الی اللہ کے طور پر گزاری- آپ خلافت کے عاشق، صاحب فراست، بااخلاق اور صاحب کشف بزرگ تھے- موصی تھے، ۲۴/جنوری ۱۹۵۰ء کو وفات پائی اور جھنگ میں اپنے آبائی قبرستان میں امانتاً دفن ہوئے-

-......☆......☆......☆......-

محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے نانا حضرت حافظ نبی بخش صاحبؓ آف فیض اللہ چک تھے- قریباً ۱۸۶۷ء میں پیدا ہوئے اور ان چند خوش قسمت افراد میں سے تھے جنہیں حضورؑ کے دعویٰ سے قبل بھی بار بار فیضیاب ہونے کا موقع ملا- ۱۰/مارچ ۱۸۹۰ء کو بیعت کی سعادت پائی- ۲۳/مارچ ۴۲ء کو آپکی وفات ہوئی- آپؓ کے ایک بیٹے حضرت حکیم فضل الرحمن صاحبؓ کو ربع صدی تک غانا میں تبلیغی خدمات کی توفیق عطا ہوئی- ایک دوسرے بیٹے مکرم ملک حبیب الرحمان صاحب بطور ڈپٹی انسپکٹر آف سکولز ریٹائرڈ ہونے کے بعد تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کے مینیجر اور ہیڈماسٹر بھی رہے-

-......☆......☆......☆......-

محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے والد بزرگوار حضرت چودھری محمد حسین صاحب ۲/ستمبر ۱۸۹۱ء کو جھنگ میں پیدا ہوئے- ابتدائی تعلیم جھنگ میں حاصل کرنے کے بعد اسلامیہ کالج لاہور میں داخل ہوئے- اسی دوران پیر بخش نامی ایک شخص نے آپ کو "تائید اسلام" نامی ایک انجمن کا رکن بننے کی پیشکش کی- اس انجمن کا مقصد محض احمدیت کی مخالفت کرنا تھا- آپ نے اس سے دریافت کیا کہ اگر وہ (یعنی حضرت مسیح موعودؑ) سچے ہوئے تو ہم کدھر جائیں گے؟ پیر بخش نے کہا کہ یہ ہو نہیں سکتا- لیکن آپ نے جواب دیا کہ پہلے آپ دعا کریں گے اور پھر کوئی فیصلہ کریں گے- چنانچہ آپ نے **اهدنا الصراط المستقيم** کا ورد شروع کردیا اور چالیس روز بعد ایک رات خواب میں ایک بزرگ کو دیکھا جن کے بارے میں آپ کو بتایا گیا کہ یہ قادیان والے ہیں- پھر آپ موقعہ پاکر قادیان گئے جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے دست مبارک پر بیعت کی سعادت حاصل کی اور پھر واپس لاہور آکر ثابت قدمی کے ساتھ ہر قسم کی مخالفت برداشت کرتے رہے اور ایمان میں ترقی کرتے چلے گئے- حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کو آپکے زمانہ قیام لاہور کے دوران احمدیہ ہوسٹل لاہور کا سپرنٹنڈنٹ مقرر فرمایا- تعلیم مکمل کرکے آپ واپس جھنگ تشریف لے گئے- جہاں ۱۹۲۰ء میں آپ کی شادی ہوئی اور ایک لڑکی پیدا ہوئی- جلد ہی آپ کی اہلیہ وفات پاگئیں- ۲۵ء میں آپ کی دوسری شادی محترمہ ہاجرہ بیگم صاحبہ سے ہوئی جن سے سات بیٹے اور ایک بیٹی پیدا ہوئی جن میں ڈاکٹر عبدالسلام صاحب سب سے بڑے تھے-

حضرت چودھری محمد حسین صاحب کچھ عرصہ گورنمنٹ ہائی سکول جھنگ میں انگریزی کے مدرس رہے اور پھر انسپکٹر آف سکولز کے دفتر میں ملازمت اختیار کرلی- ۱۹۵۱ء میں انسپکٹر آف سکولز ملتان ڈویژن کے دفتر سے بطور ڈویژنل ہیڈکلرک ریٹائرڈ ہوئے- قیام ملتان کے دوران آپ صدر اور امیر جماعت ضلع ملتان بھی رہے- ریٹائرمنٹ کے بعد جھنگ میں سکونت پذیر ہوئے- اپریل ۵۹ء میں لندن تشریف لے گئے اور یہاں احمدی نوجوانوں کی تربیت کی ذمہ داری سنبھال لی- واپس آئے تو ۷/اپریل ۶۹ء کو کراچی میں وفات ہوئی- جنازہ ربوہ لایا گیا- حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنازہ کو کندھا دیا- بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی-

محترم ڈاکٹر صاحب کی والدہ محترمہ ہاجرہ بیگم صاحبہ ۱۹۰۲ء میں پیدا ہوئیں- چونکہ انکے والد حافظ قرآن تھے اس لئے آپ کو بھی قرآن مجید کا اکثر حصہ زبانی یاد ہوگیا تھا- کسی آیت کے حوالہ کی ضرورت پڑتی تو سورۃ کا نام اور رکوع بتادیا کرتیں- جھنگ اور ملتان میں اپنے قیام کے دوران بے شمار بچوں اور بچیوں کو قرآن کریم ناظرہ پڑھانے کی توفیق پائی- ۷/اکتوبر ۷۷ء کو لندن میں وفات پائی- پانچویں حصہ کی موصیہ تھیں- جنازہ ربوہ لایا گیا- حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی-

محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے اپنے والدین کے اس احسان کو ہمیشہ یاد رکھا کہ ان کے ذریعے سے ہی احمدیت کی روشنی آپ تک پہنچی چنانچہ آپ کے بھائی مکرم عبدالرشید صاحب کا بیان ہے کہ محترم ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ میں تو اپنے والدین کو اپنی ہر نماز میں یاد رکھتا ہوں اور ان کے اس احسان کو کبھی بھول نہیں سکتا-

-......☆......☆......☆......-

محترم ڈاکٹر صاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے آپ کی ہمشیرہ مکرمہ بشریٰ حمید صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ آپ جب بھی پاکستان آتے تو ربوہ کا پروگرام ضرور رکھتے جس کا مقصد صرف خلیفہ وقت سے ملاقات اور بزرگوں کی قبروں پر دعا کرنا ہوتا- مختصر سے وقت میں سب کو مل بھی لیتے-...... آپ ایک بڑا سا کوٹ زیب تن رکھتے جس میں ایک چھوٹے سائز کا قرآن کریم، دعاؤں کی کتاب، پاسپورٹ، کاغذات اور لاتعداد پین موجود ہوتے- میں نے ایک بار ان سے پوچھا کہ آپ اتنا وزن کیوں اٹھاتے ہیں، فالتو چیزیں بکس میں رکھ لیں- فرماتے یہ ضرورت کا سامان ہوتا ہے، میرے پاس وقت نہیں ہوتا کہ بار بار بکس سے نکالوں-

-......☆......☆......☆......-

محترم ڈاکٹر صاحب بشاراتِ ربانی کے تحت پیدا ہوئے اور آپ کا نام عبدالسلام بھی رویا میں بتایا گیا- چنانچہ آپ کو ساری زندگی خدا تعالیٰ نے اپنی حفاظت میں رکھا- آپ کے والد محترم کا بیان ہے کہ "ایک روز عزیز سخت بیمار ہوگیا، جان کا بھی خطرہ محسوس ہوا- بہت دعا کی تو خواب میں عزیز کو اچھے خاصے قد والا جوان دکھایا گیا- اس پر میں نے خدا تعالیٰ کی حمد کی"-...... اسی طرح آپ کے بھائی مکرم چودھری عبدالحمید صاحب بیان کرتے ہیں کہ "ایک دفعہ بچپن میں بھائی جان نے غلطی سے چوہے مارنے والی زہریلی گولیاں کھالیں جو تھوڑی دیر کے بعد قے کے ذریعے خارج ہوئیں، انہیں فوری طور پر ڈاکٹر کے پاس لے جایا گیا جس نے معدہ کو صاف کیا"-

-......☆......☆......☆......-

مکرم چودھری عبدالحمید صاحب اپنے مضمون میں مزید بیان کرتے ہیں کہ محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب شاندار تعلیمی ریکارڈ کے حامل رہے اور آپ کو دعاؤں کی قبولیت کا پورا یقین تھا- جب آپ کیمبرج میں زیر تعلیم تھے تو آپ نے اپنے والد محترم کو خط لکھا کہ آپ کا پریکٹیکل ٹھیک نہیں ہوا اور اگر اللہ تعالیٰ معجزانہ رنگ میں پاس نہ کرے تو آپ کو کامیابی کی امید نہیں-...... جب نتیجہ نکلا تو آپ نے اس امتحان میں بھی فرسٹ کلاس لی اور اپنے بھائی کے دریافت کرنے پر فرمایا کہ یہ صرف دعاؤں کا معجزہ تھا کیونکہ سارا دن پریکٹیکل کرنے کے بعد جب میں نے نتائج جمع کئے تو علم ہوا کہ میرا طریقہ کار شروع سے ہی غلط تھا اس لئے پریشان ہوگیا اور دعا کے لئے خط لکھا، لیکن چونکہ میرے تھیوری کے پرچے خدا کے فضل سے اتنے اچھے ہوئے تھے کہ پروفیسروں نے میرے پریکٹیکل کی غلطی کو نظرانداز کرتے ہوئے مجھے پورے نمبر دیئے-......

-......☆......☆......☆......-

مکرم چودھری عبدالحمید صاحب کا بیان ہے کہ محترم ڈاکٹر صاحب ایک شفیق بھائی تھے- جب وہ Ph.D. کرکے وطن واپس آئے تو کچھ بڑے بھائی ہونے کے ناطے اور کچھ ان کی قابلیت سے مرعوب ہوکر میں ان سے نظر ملا کر بات نہیں کرسکتا تھا- انہیں میری اس کیفیت کا احساس ہوگیا- ایک دن انہوں نے مجھے میز پر سامنے بٹھالیا اور کہا "میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھو" لیکن میں ایسا نہ کرسکا- انہوں نے دوبارہ کہا لیکن میں پھر بھی ایسا نہ کرسکا- پھر انہوں نے گرجدار آواز میں کہا اس پر میں نے ہمت کرکے بمشکل دو یا تین سیکنڈ کے لئے دیکھا جس کے بعد میرا احساس کمتری جاتا رہا اور میں حد ادب میں رہتے ہوئے ان سے کھل کر باتیں کرلیتا تھا-

-......☆......☆......☆......-

محترم ڈاکٹر صاحب کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے آپ کی اہلیہ محترمہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ آپ کی ساری زندگی بے حد مصروف گزری لیکن اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بہت گہرا تعلق تھا، نمازوں کی ادائیگی، قرآن کی تلاوت- سفر شروع کرتے ہی جیب سے چھوٹی سی حمائل نکال لیا کرتے تھے اور بعض اوقات دو دو گھنٹے کا پورا سفر قرآن پاک کی تلاوت میں مصروف رہتے-

محترم ڈاکٹر صاحب کی اہلیہ ثانی محترمہ لوئس جانسن سلام صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ جب ڈاکٹر صاحب صحتمند تھے تو دنیاوی انعامات کو وقار کے ساتھ قبول کیا، دکھاوے کو کبھی پسند نہیں کیا اور جب آپ کو علم ہوا کہ آپ ایک بظاہر لاعلاج بیماری میں مبتلاء ہیں تو بھی اس صورتحال کو سکون اور وقار سے قبول کیا اور کوئی شکوہ زبان پر نہیں لائے جو ایک غیر معمولی بات تھی-

محترم ڈاکٹر صاحب کے صاحبزادے مکرم ڈاکٹر عمر سلام صاحب بھی اپنے والد کے انکسار اور صبر کی خوبیوں کو یوں بیان کرتے ہیں کہ آپ نے شدید بیماری کی حالت میں بھی کبھی شکوہ نہیں کیا، غصہ نہیں دکھایا اور کبھی بے قراری کا اظہار نہیں کیا- بیماری کے اثرات کئی سال پہلے سے شروع ہوچکے تھے لیکن آپ نے اس حالت میں بھی اپنی شخصیت کو نہیں بدلا اور جب تک طاقت رہی ہمیشہ کی طرح اپنا کام صبح تین بجے شروع کرنا چاہتے تھے......

-......☆......☆......☆......-

"الفضل ڈائجسٹ" کے آئندہ کالم میں بھی ماہنامہ "خالد" کی اس خصوصی اشاعت کے مضامین زیرنظر رہیں گے، انشاء اللہ تعالیٰ-

MTV Muslim Ahmadiyya

Muslim Television Ahmadiyya

Programme Schedule for Transmission

10/04/98 - 16/04/98

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced After Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone or Fax +44 181 874 8344

Friday 10th April 1998
12 Zel Haj

00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.30	Children's Corner : Correct Pronunciation of the Holy Quran - Sura Al-Baqara V134 - 137
01.10	Liqaa Ma'al Arab - Session 208,
02.15	Quiz Programme - History of Ahmadiyyat, Part 34
02.45	Duree sameen Correct pronounciation of Nazm
03.15	Urdu Class - Lesson 213 , (R)
04.20	Learning Dutch - Lesson 11 pt2
04.50	Homoeopathy Class with Huzoor - Lesson 116 (R)
06.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.35	Children's Corner : Correct Pronunciation of the Holy Quran -Sura Al-Baqara V134- 137
07.10	Ahmadiyyat in Kashmir
08.20	From the Archives - Tabarrukat speech by Maulana Jalal ud Din Shams sb.
09.10	Liqaa Ma'al Arab - Session 208,
10.15	Urdu Class - Lesson 213,
11.15	Computers for Everyone p54
12.10	Tilawat, Dars Malfoozat, News
12.40	Darood Shareef and Nazm
13.00	Friday Sermon, Live
14.05	Bengali Programme: Speech contest by Khuddam Khulna
14.35	Rencontre Avec Les Francophones Mulaqat of French speaking guests with Huzoor Rec. 06/04/98
15.40	Liqaa Ma'al Arab with Huzoor Session no.209
16.50	Friday Sermon ,10.04.98 (R)
18.05	Tilawat, Dars ul Hadith
18.20	Urdu Class - (New) Rec. 08/04/98
19.35	German Service:
20.40	Children's class no.73 part2
21.15	Medical Matters Host: Dr. Mujeeb ul Haq Guest: Dr. Mirza Ameen Baig sb.
21.50	Friday Sermon 10/04/98 (R)
22.55	Rencontre Avec Les Francophones Mulaqat of French speaking guests with Huzoor Rec.06/04/98

Saturday 11th April 1998
13 Zel Haj

00.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.30	Children's Corner -Mulaqat With Huzoor - Class 73, Part 2
01.10	Liqaa Ma'al Arab - No.209 Rec.09/10/96
02.20	Friday Sermon 10/04/98 (R)
03.20	Urdu Class Rec.08/04/98
04.30	Computers For Everyone -Part 54 (R)
05.00	Rencontre Avec Les Francophones Mulaqat of French speaking guests with Huzoor Rec.06/04/98
06.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.35	Children's Corner -Mulaqat With Huzoor, Class 73, Part 2
07.05	Saraiki Programme Friday Sermon of 15/08/97 by Huzoor Saraiky tanslation
08.05	Medical Matters
08.40	Liqaa Ma'al Arab No.209 Rec.09/10/96
09.50	Urdu Class Rec.08/04/98
11.10	Documentary - Masjid Bait ur Rehman
12.00	Tilawat, News
12.30	Learning Swedish - Lesson 11
12.55	Indonesian Hour: Tilawat, Dars-e-Hadith, Cianjur
13.55	Bengali Programme: Foodder cultivation, more.....
14.55	Children's Mulaqat with Huzoor- Rec 11.04.98
16.05	Liqaa Ma'al Arab - Rec.07/04/98
17.10	Arabic programme: Symposium about the The promissed Messiah A.S
18.05	Tilawat, Dars Malfoozat
18.15	Urdu Class - N0.214 Rec.06/10/96
19.20	German Service
20.50	Question & Answer Session Rec.29/03/98
22.30	Children's Mulaqat with Huzoor - New Rec.11/04/98 (R)
23.35	Learning Swedish - Lesson 11

Sunday 12th April 1998
14 Zel Haj

00.05	Tilawat, Seerat un Nabi, News
00.45	Children's Corner: Bait Bazi
01.05	Liqaa Ma'al Arab - 07.04.98(R)
02.10	Canadian Horizons - Q & A session with Huzoor in Canada Rec.27/06/97
03.10	Urdu Class - No.214
04.30	Learning Swedish - Lesson 11(R)
04.50	Children's Mulaqat with Huzoor - Rec 11.04.98 (R)
06.05	Tilawat, Seerat un Nabi, News
06.40	Children's Corner: Bait Bazi
07.05	Friday Sermon - 10.04.98 (R)
08.10	Question & Answer Session, Rec.29/03/98
09.50	Liqaa Ma'al Arab - 07.04.98(R)
10.55	Urdu Class - No.214
12.05	Tilawat, News
12.35	Learning Chinese Lesson no.75
13.05	Indonesian Hour: Friday Sermon of 16/08/96 by Huzoor
14.15	Bengali Programme: Waqfeen-e-Naue Khulna, more.......
15.15	Mulaqat with Huzoor with English speaking friends Rec.12/04/98
16.20	Liqaa Ma'al Arab - Rec. 09/04/98 New
17.25	African Programme: Majlis-e-Irfan held in Africa part1 Rec.13/02/88
18.05	Tilawat ,Seerat un Nabi
18.30	Urdu Class - No.215
19:00	Muzakra: "Alexender Dowie"
19.30	German Service
20.30	Children's Corner - Nasirat & Atfal sports
21.35	Dars-ul-Quran (No.11) 1997 By Huzoor- Rec.22/01/97 Fazl Mosque , London
23.10	Learning Chinese Lesson no.75

Monday 13th April 1998
15 Zel Haj

00.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.45	Children's Corner: Nasirat & Atfal sports
01.25	Liqaa Ma'al Arab Rec.09/04/98
02.30	M.T.A U.S.A production Seekers of truth
03.35	Urdu Class No.215
04.15	Learning Chinese Lesson no.75
04.50	Mulaqat With Huzoor with English Speaking Friends Rec.12/04/98
06.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.45	Children's Corner - Nasirat & Atfal sports
07.25	Dars-ul-Quran (No. 11) 1997 By Huzoor Rec.22/01/97 Fazl Mosque, London
09.00	Quiz Programme Quran -e-Kareem No.8
09.15	Liqaa Ma'al Arab- Rec. 09.04.98(R)
10.20	Urdu Class No.215
10.55	Sports: Nasirat ul Ahmadiyya sports day Rabwah
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Norwegian - Lesson 51
13.05	Indonesian Hour: Tilawat, Dars ul Hadith, Dilogue sinar Islam
14.00	Bengali Programme - Your health & Your wealth, more.....
15.05	Homoeopathy Class With Huzoor - Lesson 117
16.05	Liqaa Ma'al Arab - Session no.209
17.10	Turkish Programme
18.05	Tilawat, Dars Malfoozat
18.30	Urdu Class - Lesson 216
18.55	M.T.A variety Speech contest
19.25	German Service
20.25	Children's Corner - Mulaqat With Huzoor, Class 74, Part 1
21.00	Islamic Teachings-Rohani Khazaine
21.40	Homoeopathy Class With Huzoor - Lesson 117 (R)
22.45	Learning Norwegian - Lesson 51

Tuesday 14th April 1998
16 Zel Haj

00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.40	Children's Corner - Mulaqat With Huzoor, Class 74, Part 1(R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - Session no.209
02.20	Sports: Nasirat ul Ahmadiyya sports day Rabwah
03.20	Urdu Class Lesson 216
03.45	Speech by Mujeeb ur Rehman
04.15	Learning Norwegian - Lesson 51
04.50	Homoeopathy Class With Huzoor - Lesson 117
06.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.40	Children's Corner - Mulaqat With Huzoor Class 74, Part1
07.15	Pushto Programme - Friday Sermon of 06/09/96 by Huzoor
08.25	Islamic Teachings
09.05	Liqaa Ma'al Arab - Session 209
10.10	Urdu Class - Lesson 216
10.35	Seerat Hadhrat Mahboob Alam Sahib R.A.
11.05	Medical Matters
12.05	Tilawat, News
12.30	French Programme Revue de press No.3
13.00	Indonesian Hour: Friday Sermon of 07/02/95 by Huzoor
14.15	Bengali Service: Waqfeen -e-Naue more....
15.15	Tarjumatul Quran Class with Huzoor Rec.14/04/98
16.20	Liqaa Ma'al Arab - Session no.210
17.25	Norwegian Programme
18.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
18.30	Urdu Class - Lesson 217,
19.30	German Service
20.30	Children's Corner :Correct Pronunciation of the Holy Quran Lesson no.32 V138- 142
21.35	Around The Globe - Hamari Kaenat No.119
22.00	Tarjumatul Quran Class with Huzoor Rec.14/04/98
23.05	Hikayat-e-Shereen (N)
23.20	French Programme

Wednesday 15th April 1998
17 Zel Haj

00.05	Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
00.45	Children's Corner : Correct Pronunciation of the Holy Quran, Lesson no.32
01.05	Liqaa Ma'al Arab No.210
02.10	Medical Matters
02.45	Urdu Class No.217
03.20	M.T.A Variety
04.05	French programme No.3
04.40	Hikayat-e-Shereen
04.50	Tarjumatul Quran Class Rec.14/04/98
06.05	Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
06.45	Children's Corner: Correct pronunciation of the Holy Quran
07.05	Swahili Programme
08.05	Around The Globe -Hamari Kaenat No.119 (R)
08.30	M.T.A Variety Seerat un Nabi S.A.W
09.15	Liqaa Ma'al Arab No.210
10.20	Urdu class no.217
10.50	Conversation
12.05	Tilawat, News
12.30	Turkish programme
13.05	Indonesian Hour: Dars Hadith, Seerat un Nabi S.A.W
14.05	Bengali Programme - Friday Sermon
16.10	Tarjumatul Quran class with Huzoor Rec. 15/04/98
16.10	Liqaa Ma'al Arab No.212
17.20	French programme
18.05	Tilawat, History of Ahmadiyyat
18.30	Urdu Class No.218
19.35	German Service
20.35	Children's Corner - Mulaqat with Huzoor No.74 part2
21.10	Al-maidah
21.25	Exhibition
21.50	Tarjumatul Quran class with Huzoor Rec.15/04/98
22.55	Arabic programme

Thursday 16th April 1998
18 Zel Haj

00.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.40	Children's Corner - Mulaqat with Huzoor No.74 part2 (R)
01.10	Liqaa Ma'al Arab No.211
02.15	Canadian programme
02.55	Urdu Class No.218 Rec.27/10/96 (R)
04.10	Turkish programme
04.45	Tarjumatul Quran Class with Huzoor Rec.15/04/98
06.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.40	Children's Corner - Mulaqat with Huzoor No.74 part2(R)
07.20	Sindhi Programme Friday Sermon of 05/01/96 by Huzoor
08.30	Exhibition
08.50	Al-Maidah
09.05	Liqaa Ma'al Arab No.211
10.10	Urdu Class No.218
11.05	Quiz - History of Ahmadiyyat No.35
11.40	Durr-i-Sameen - Correct Pronunciation of Nazms
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Dutch Lesson no.12 part1
12.55	Indonesian Hour: Dars Hadith, Seerat un Nabi S.A.W
14.00	Bengali Service: Stories of Sundarban
14.55	Homoeopathy Class No.118 With Huzoor
16.10	Liqaa Ma'al Arab No.212
17.25	Bosnian Programme: Bosnians meet Huzoor Rec.31/05/95
18.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
18.30	Urdu Class No.219
19.30	German Service
20.30	Children's Corner: Correct Pronunciation of the Holy Quran No.33
21.00	Tabarrukaat speech by Mualana Jalal ud Din Shams sb.
22.00	Homoeopathy Class No.118 with Hadhrat Khalifatul Masih IV
23.15	Learning Dutch Lesson no.11 part1

Translations for Huzur's Programmes are available on following Audio frequencies:
English: 7.02mhz;
Arabic: 7.20mhz;
Bengali: 7.38mhz;
French: 7.56mhz;
German: 7.74mhz;
Indonesian/Russian: 7.92mhz;
Turkish: 8.10mhz.

Prepared by: MTA Scheduling Department

Al Fazl International Weekly, London
16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)
ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095
Vol. 5 Friday, April 10, 1998 No. 15

حاصل مطالعہ

پاکستان میں فرقہ واریت کو پھیلانے اور انہیں باہم لڑانے اور ملک میں امن وامان کی صورت حال کو خراب سے خراب تر کرنے کے ذمہ دار کون افراد ہیں۔ اور وہاں کس قسم کی سازش چل رہی ہے۔ اس سلسلہ میں ایک نہایت ہی فکر انگیز خط "ماہنامہ السعید۔ ملتان" جلد ۵ شمارہ ا جنوری ۱۹۹۸ء میں "ایڈیٹر کے نام خط" کے عنوان کے تحت شائع ہوا ہے جو رسالہ کے مدیر سید حامد سعید کاظمی صاحب کے نام لاہور سے سہیل شریف صاحب نے لکھا ہے۔ یہ رسالہ اہل سنت کا ہے اور سرورق پر اس کے بانی کا نام "غزالی زماں، امام اہل سنت حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ" درج ہے۔ رسالہ مذکور کے شکریہ کے ساتھ اس خط کے بعض حصے ذیل میں قارئین کی دلچسپی کے لئے پیش ہیں:

پاکستان کو "نجدی سٹیٹ" بنانے کی سازش

جناب سہیل شریف لاہور سے لکھتے ہیں:

"......... بات دراصل یہ ہے کہ میں آپ کی توجہ وطن عزیز میں فرقہ واریت کے سیلاب کے پیچھے ایک بین الاقوامی سازش کی طرف مبذول کرانا چاہتا تھا۔ جو پوری طاقت کے ساتھ کام کر رہی ہے .... یہ لوگ اپنے مقاصد کے حصول کی خاطر پاکستان کو ایک "نجدی سٹیٹ" میں تبدیل کرنا چاہتے ہیں اور وہ اس مقصد کے حصول کی خاطر کسی بھی حد تک جانے کے لئے تیار ہیں۔ اس سازش میں شریک کچھ عرب ممالک نے بھی اپنی تجوریوں کے منہ کھول دئے ہیں۔ میں جو کہ آپ کے نام خط لکھ رہا ہوں اور خط کو خط ہی رکھنا چاہتا ہوں۔ کسی مضمون کی شکل نہیں دینا چاہتا .... البتہ آپ کے ان حوالوں کی طرف آپ کو متوجہ کرانا چاہتا ہوں .... جو آپ نے امت مسلمہ اور پندرھویں صدی کے موضوع پر لکھے گئے سلسلہ مضامین میں دئے ہیں .... خاص طور پر "وہابیوں" کی سرگرمیوں اور ان کے ذریعہ امت مسلمہ میں افتراق وانتشار پھیلانے کی کوششیں .... جو انگریزوں نے کی تھیں آج پاکستان میں بھی کچھ ایسی ہی صورت دکھائی دے رہی ہے۔ ایک طرف تو "مسلم" کارروائیاں ہیں دوسری طرف پاکستان کے کلیدی اداروں پر "نجدیوں" کی گرفت مضبوط کرنے اور بنیادی اسامیوں پر پاکستان مخالف قوتوں سے میل جول رکھنے اور ان کے نظریات کی تبلیغ کرنے والے لوگوں کو فائز کرنے کا عمل ہے۔

مدیر محترم ...... آپ نے پاکستان کے صدر "اسامی" کے لئے تارڑ صاحب کی نامزدگی سے کیا اخذ کیا ہے؟ ...... اس سے پہلے مذہبی امور کے وفاقی وزیر جناب راجہ جی کی تقرری کو بھی آپ نے اس زاویہ نظر سے نہیں دیکھا ہوگا ...... کیا ان کی نجدیت زدگی میں کسی کو شک ہے؟۔

پنجاب میں بیت المال جیسے اہم ادارے کی سربراہی کس کے گھر گئی؟ کیا آپ ان لوگوں کے ماضی سے واقف نہیں ہیں؟ ساتھ ہی اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین صاحب قبلہ کے نظریات سے بھی آگاہی حاصل کرلیں تو سب ایک ہی صف میں کھڑے دکھائی دیں گے۔ میں چونکہ پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ اس خط کو کسی مضمون کی صورت میں نہیں لکھ رہا ورنہ بے شمار واقعات اور سینکڑوں تقرریاں ایسی ہیں جو میرے اس خیال کو یقین میں بدل رہی ہیں"۔ (صفحہ ۳۴، ۳۵)

"...... یہاں تو ہمارے پیارے وطن کو اغواء کرنے والی "جعلی ماؤں" نے پہلے ہی دولخت کر دیا ہے۔ ان عناصر کو اس وقت بھی کوئی تکلیف نہیں ہوئی تھی اور وہ آج بھی مطمئن ہیں کیونکہ وہ تو برملا اس حقیقت کا اظہار کرتے ہیں کہ "پاکستان بنانے کی برائی میں ہم شامل نہیں تھے"۔ .... وہ یہ ساری باتیں "شرح صدر" کے ساتھ کہتے ہیں اور فخر کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے کہا تھا کہ اول تو پاکستان بنے گا نہیں ...... اور اگر خدانخواستہ بن گیا تو چلے گا نہیں .... اب یہی عناصر "اپنی اور اپنے بزرگوں" کی سوچ کو درست ثابت کرنے کے لئے وطن عزیز کی بنیادیں ہلا رہے ہیں .... اور "باقی ماندہ" پاکستان پر قبضہ کرنے کی سازش کر رہے ہیں۔

اب یہ بات بھی تو کوئی ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ آج تک آزادی پاکستان اور تحریک پاکستان کی جو تاریخ لکھی گئی ہے اس کا آغاز بھی "سید احمد" کے فرضی جہاد کی داستان سے ہوتا ہے .... غالباً مولانا روم کے حوالے سے یا کسی دوسرے بزرگ کے نام پر ایک شعر بہت پہلے سنا تھا کہ ؎

جوں قلم در دست غدارے رسید
لاجرم منصور بردارے رسید

...... جب قلم کسی غدار کے ہاتھ میں ہوتا ہے تو پھر منصور کو پھانسی کی سزا بھگتنا پڑتی ہے ...... تحریک پاکستان کے غداروں کی کوشش بھی یہی ہے کہ وہ "نظریہ پاکستان کے منصور" کو دار پر کھینچ دیں .... تاکہ اپنے بڑوں کی شکست کا بدلہ لے سکیں۔ .... اس لئے وفادار پاکستان کا فرض ہے کہ وہ اس کی طرف توجہ دیں ...... جاگتے رہیں اور اپنے دین ودل کی حفاظت کریں"۔ (صفحہ ۳۵)

"...... بات یہ ہے کہ افواج پاکستان کے لئے جو خطیب چنے جاتے ہیں ان میں نجدیت زدہ اور وہابیوں یا گلابی وہابیوں کو ترجیح دی جاتی ہے۔ اگر تھوڑا سا غور کر لیا جائے تو پتہ چل جاتا ہے کہ جی ایچ کیو کے شعبہ اسلامیات پر نظریہ پاکستان سے بیگانہ مخصوص لابی مسلط ہے اور وہ اپنی مرضی کے خطباء کو بھرتی کرتی ہے۔ جو خطباء اپنی قابلیت کے بل بوتے پر کامیاب ہو جاتے ہیں وہ اس "لابی" کے "فریم" میں فٹ نہیں ہوتے ...... انہیں مختلف حیلوں بہانوں اور کٹ حجتی کے ذریعہ تنگ کیا جا رہا ہے اور حد تو یہ ہے کہ اس مقصد کے لئے فوج کے طے شدہ قواعد و ضوابط کی پرواہ بھی نہیں کی جاتی۔

پھر یہ بات بھی روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ......
یہ لوگ مختلف یونٹوں میں ہم خیال افسروں کے ذریعہ میلاد شریف اور درود وسلام کی محافل کو رکواتے ہیں ...... جبکہ دوسری جانب اکثر چھاؤنیوں کے ارد گرد ان لوگوں نے تبلیغی مراکز قائم کر رکھے ہیں ...... اب ایک اور بات بھی ہو جائے کہ جس بغاوت کا انکشاف کچھ عرصہ قبل فوج کے حلقوں میں ہوا تھا ...... اس کے پیچھے بھی "وہابی یا نجدی لابی" تھی .... اس سلسلے میں صرف ایک یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ خانہ فرہنگ ایران، ملتان میں سات افراد کے قتل کا جو واقعہ ہوا ...... اس کے ملزموں میں سے ایک ملزم ...... فوج کے خطیب کے گھر بہاولپور میں پناہ گزین تھا ...... اور یہ خطیب اسی مخصوص لابی کا سرگرم رکن ہے جو وطن عزیز کو "نجدی سٹیٹ بنانا چاہتی ہے"۔

(صفحہ ۳۵، ۳۶)

جو تین حوالے میں نے شروع میں دئے ہیں یعنی تارڑ صاحب کو بطور صدر پاکستان کامیاب کروانا ...... پنجاب کے بیت المال پر ...... کو فائز کرنا ...... یا وفاقی وزیر مذہبی امور جناب راجہ جی کا تقرر ...... کو ہمارے "اپنے حلقے" یہ کہتے ہیں کہ یہ سب تو وزیر اعظم پاکستان میاں نواز شریف اور ان کے والد محترم میاں محمد شریف کی "منظوری" اور پالیسی کے مطابق ہو رہا ہے ....

اور .... وہ تو "نجدی" نہیں ہیں؟ تو ان حلقوں کی خدمت میں گزارش ہے کہ میاں محمد شریف اور ان کے برخورداران عالی شان کے دین اور نظریات پر دنیا غالب آچکی ہے۔ ...... ان کی سیاست نے ان کے دین اور مسلک پر قبضہ کر لیا ہے۔ میں کسی قسم کی الزام تراشی نہیں کرنا چاہتا .... کیونکہ دوست بتاتے ہیں کہ اب میاں محمد نواز شریف صاحب کے اکثر جمعے "رائے ونڈ" میں ہوتے ہیں ...... وہ بھی پکے رائے ونڈی ہو گئے ہیں۔ کیا ان حلقوں کے علم میں یہ بات ہے کہ ان کے ایک فرزند ارجمند میاں عباس شریف ...... رائے ونڈی برانڈ چلہ کشی بھی کرتے ہیں۔ اور ان کی تبلیغی سرگرمیوں میں ان کے لئے رونق محفل ہوتے ہیں"۔ (ماہنامہ السعید، ملتان۔ جنوری ۱۹۹۸ء صفحہ ۳۶)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ

بنگالی بھائیوں کی مجلس سوال وجواب

مورخہ ۲۴ / مارچ ۱۹۹۸ء کو محمود ہال لندن میں بنگلہ ڈیسک کے زیر اہتمام بنگالی بھائیوں سے ملاقات کی ایک تقریب مکرم ڈاکٹر افتخار احمد صاحب ایاز، امیر جماعت احمدیہ برطانیہ کی زیر صدارت تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی جو مکرم مولانا فیروز عالم صاحب نے کی اور اس کا بنگلہ ترجمہ پیش کیا۔ اس کے بعد مکرم محی الدین احمد زبیر اور مکرم صلاح الدین احمد عارف نے بنگالی میں ایک نظم پڑھی۔ مکرم عبدالہادی صاحب انچارج بنگلہ ڈیسک نے جماعت احمدیہ کا تعارف پیش کیا اور مکرم امیر صاحب نے حاضرین کا استقبال کرتے ہوئے انہیں خوش آمدید کہا۔

یہ بنگالی احباب کی پہلی تقریب تھی جس میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت شرکت فرمائی۔ اس موقع پر مکرم ڈاکٹر سردار حمید احمد صاحب نے مہمان بنگالی بھائیوں کے سوالات باری باری پیش کئے۔ پہلا سوال حضرت عیسیٰؑ کی وفات کے ثبوت کے بارہ میں تھا۔ حضور انور نے اس کے جواب میں سائل پر ذمہ داری ڈالی کہ پہلے وہ حضرت عیسیٰؑ کے تاحال حیات کے بارے میں ثبوت مہیا کرے۔ جبکہ قرآن کریم کے مطابق ہر ذی روح جن میں تمام انبیاء بھی شامل ہیں وفات سے مستثنیٰ نہیں ہیں۔ یہ ایسا قانون قدرت ہے جو اٹل ہے۔ قرآن کریم کی رو سے آنحضرت ﷺ بھی اسی زمرہ میں آتے ہیں۔ اور حضرت عیسیٰؑ بھی۔ حضور پرنور نے سائل کی مزید تسلی اور تشفی کے لئے قرآن کریم کی آیات کی روشنی میں وفات مسیح کے عقیدہ پر روشنی ڈالی۔ پھر سوال ہوا کہ آنحضرت ﷺ جب آخری نبی ہیں تو پھر اگر عیسیٰ نبی اللہ جو زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں واپس زمین پر نزول فرما ہوئے تو ایسی صورت میں کیا عیسیٰؑ کا مقام آخری نبی کا ہو جائے گا؟ اس کے بارہ میں روشنی ڈالی جائے۔ اس سوال کو مزید ایک سوال نے ابھارا کہ امام مہدیؑ کا مقام کیا ہے؟ کیا وہ نبی اللہ ہوگا یا امتی ہوگا؟ حضور انور نے خاتمیت کی تفسیر کرتے ہوئے اس کی وضاحت فرمائی اور بتایا کہ آنحضرت ﷺ ہادیٔ کامل ہیں اور مہدی کا مقام الامام المہدی کا ہے۔ یعنی وہ امام جو براہ راست آنحضرت ﷺ سے ہدایت یافتہ ہوگا اور آپؐ کی مکمل اتباع میں شریعت کے احکامات میں کسی رخنہ کا مجاز نہیں ہوگا۔ ان معنوں میں وہ تابع نبی ہوگا جبکہ آنحضرت ﷺ ہادیٔ کامل ہیں۔

ایک اور دوست نے سوال کیا کہ احمدی کا لفظ ہمارے لئے نیا ہے۔ اس کی کیا وجہ تسمیہ ہے؟ حضور انور نے اس بارے میں ایک کتابچہ کا ذکر فرمایا جو "احمدی اور غیر احمدی میں فرق" کے عنوان سے طبع شدہ ہے۔ سائل کی تسلی کے لئے آنحضرت ﷺ کے نام محمد اور احمد کے ذکر میں فرمایا کہ محمدیت، طاقت اور شوکت کے دور کی اہمیت واضح کرتا ہے۔ اور 'احمد' میں جمالی رنگ ہے۔ جس میں نرمی کا پیغام ہے۔ اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مماثلت میں جو سلسلہ ظہور میں آیا اسے احمدیت کا نام دیا گیا جو عین اسلام ہے۔

اس موقع پر دجال کے ظہور اور اس کی خصوصیات کے متعلق بھی سوال ہوا۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کی ہستی کے بارہ میں بھی سوال ہوا کہ جو ہستی نظر نہیں آسکتی اس پر ایمان کیسے لایا جاسکتا ہے؟ حضور انور نے مثالوں سے واضح فرمایا کہ جب بہت ساری چیزوں کو انسان دیکھ نہیں سکتا اور محسوسات سے اس کے وجود کا قائل ہو سکتا ہے تو خدا تعالیٰ جو کائنات کا خالق ہے اس کو کیوں نہیں پہچانا جاسکتا۔ جبکہ انبیاء کا وجود اس کی پہچان کا وسیلہ ہے۔

باقی صفحہ ۱۱ پر ملاحظہ فرمائیں

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں -

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْهُمْ تَسْحِيقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے -